ماہنامہ

احمدیہ گزٹ

کینیڈا

جولائی، اگست 2024ء

”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔“ (حدیث نبوی ﷺ)

اچھی ہمسائیگی کا معیار

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہمسایوں سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ اگر ہمسایوں کی حقیقت سمجھ کر پھر ان کے حق ادا کرنے کی انسان کوشش کرے تو دنیا سے فساد ہی ختم ہو جائے اور ایک مومن کے لیے حقیقی عید تو ہے ہی اس وقت جب دنیا سے فساد ختم ہو۔... ہمسائے کی کیا تعریف ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ سَو کوس تک بھی تمہارے ہمسائے ہیں۔ ... پس یہ اچھی ہمسائیگی کا معیار اور یہ وہ معیار ہے جس سے معاشرے میں محبت اور پیار قائم ہوتا ہے۔“

(خطبہ عید الفطر۔ فرمودہ 2/ مئی 2022ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 17/ جنوری 2023ء)

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

جولائی - اگست 2024ء : ذوالحجہ 1445 - محرم، صفر 1446 ہجری قمری : وفا - ظہور 1403 ہجری شمسی : جلد 53 : شمارہ 7

فہرست مضامین

★ قرآنِ مجید اور حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے اہم نکات	4
★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم غزوات وسرایا از مکرم مولانا عبدالسمیع خان صاحب	10
★ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ از محترمہ عطیہ علیم صاحبہ	12
★ ”مسلمان“ کی تعریف از مکرم ف۔ مجوکہ صاحب	14
★ ٹرانٹو اور اُس کے گرد و نواح میں نماز عید الفطر کا سب سے بڑا اجتماع از مکرم محمد اکرم یوسف صاحب	21
★ مکرم ملک تبسم مقصود صاحب ایڈوکیٹ کا ذکرِ خیر از محترمہ ڈاکٹر فوزیہ مقصود صاحبہ	24
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	28
★ تصاویر : بشیر احمد ناصر، اسد سعید اور بعض دیگر احباب	

نگران

ملک لال خان

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ

فرحان احمد حمزہ قریشی

معاون مدیران

شفیق اللہ، منیب احمد، محمد موسیٰ

اور حافظ مجیب الرحمٰن احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابدؔ اور دیگر معاونین

تزئین وزیبائش اور سرورق

شفیق اللہ، منیب احمد اور انوشہ منور

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ www.ahmadiyyagazette.ca Tel:905-303-4000 Ext:2241 editor@ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی
وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ
مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝ (سورۃ النساء 37:4)

(تفسیری ترجمہ از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھیراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں۔ ...اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علمِ دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 208-209)

حدیث النبی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب ، باب اکرام الضیف وخدمته)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلائی اور نیکی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

Designed by Freepik

شریعت کے دو بڑے حصے، حق اللہ اور حق العباد

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ، دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں۔ لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔...

جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ کامل ایمان جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہوسکتا۔...

میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لیے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لیے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرلو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے، اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔

(ملفوظات۔ جلد 7، صفحہ 61۔ 62، مطبوعہ 2022ء)

Designed by Freepik

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ مئی 2024ء کے اہم نکات

خطبہ جمعہ فرمودہ 3؍ مئی 2024ء کے اہم نکات

غزوۂ احد اور حمراء الاسد کے حوالے سے آنحضور ﷺ کی سیرت کا تذکرہ
نیز دنیا کے حالات اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت کے لیے دعا کی تحریک

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- غزوۂ احد کے بعد لشکرِ قریش نے بظاہر مکّہ کی راہ لے لی تھی مگر خدشہ تھا کہ اُن کا یہ فعل مسلمانوں کو غافل کرنے کی نیّت سے نہ ہو۔ لہٰذا اس رات کو مدینے میں پہرے کا انتظام کیا گیا۔

- فجر سے پیشتر آپؐ کو یہ اطلاع ملی کہ رؤسائے قریش میں بحث جاری ہے کہ نہ تم نے محمد (ﷺ) کو قتل کیا، نہ مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنایا ہے، نہ ان کے مال پر قابض ہوئے ہو بلکہ جب تم ان پر غالب آئے تو تم ان کو ایسے ہی چھوڑ کر چلے آئے تا کہ وہ دوبارہ طاقت پکڑ لیں۔ پس اب بھی موقع ہے کہ واپس چلو اور مدینے پر حملہ کر کے مسلمانوں کی جڑ کاٹ دو۔

- آنحضرت ﷺ نے فوراً روانگی کا اعلان کروایا اور ہدایت فرمائی کہ احد پر جانے والوں کے علاوہ کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ نکلے۔ احد کے مجاہدین اپنے زخموں کو باندھ کر اپنے آقا ﷺ کے ساتھ چل پڑے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپؐ حمراء الاسد پہنچے۔ یہاں آپؐ نے آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ پانچ سو آگیں فی الفور روشن ہو گئیں۔

- قریش نے مدینے کی طرف چڑھائی کا ارادہ ترک کر دیا اور مکّے کی طرف لوٹ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حمراء الاسد میں دو تین دن قیام فرمایا اور پانچ دن کی غیر حاضری کے بعد مدینے واپس تشریف لے آئے۔

- بدر میں تو مسلمانوں نے کفار کے بڑے بڑے سردار قتل کیے تھے، انہیں مالِ غنیمت حاصل ہوا تھا، کفار کے ستّر لوگ اسیر ہوئے تھے، اسی طرح بدر میں مسلمان بطور فاتح حسبِ روایت تین دن تک مقیم رہے تھے۔ جب کہ اُحد کے دن کفار کو ان میں سے کوئی ایک بات بھی حاصل نہ ہو سکی تو بھلا یہ بدر کا بدلہ کیسے ہوا۔

- قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد نے وقتی طور پر ضرور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ مگر یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ جو نقصان قریش کو جنگِ بدر نے پہنچایا تھا احد کی فتح اس کی تلافی نہیں کر سکتی تھی۔

- احد کا نقصان ایک لحاظ سے مسلمانوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوا کیونکہ ان پر یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کی منشا اور ہدایت کے خلاف قدم زن ہونا کبھی بھی موجبِ فلاح اور بہبودی نہیں ہو سکتا۔

- پس احد کی ہزیمت اگر ایک لحاظ سے موجبِ تکلیف تھی تو دوسری جہت سے وہ مسلمانوں کے لیے ایک مفید سبق بھی بن گئی۔

- غزواتِ نبوی پر نگاہ ڈالنے سے آنحضرت ﷺ کی اوّل و آخر حیثیت ایک جنگی ماہر کی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی سردار کی تھی جس کے ہاتھ میں مکارمِ اخلاق کا جھنڈا تھمایا گیا تھا۔ مسلمانوں کو ایسے اخلاص اور ایمان کا مظاہرہ کرنے

کا موقع ملا جس کی مثال تاریخ میں اور کہیں نہیں ملتی۔

- دعاؤں کی تحریک فرماتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دنیا کے حالات، مسلمانوں کی حالت اور فلسطین کے بارے میں دعاؤں کی طرف مَیں توجہ دلاتا رہتا ہوں۔

خطبے کے آخر میں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی صحت سے متعلق احبابِ جماعت کو ازراہِ شفقت آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دوسری دعا جس کے لیے میں آج کہنا چاہتا ہوں وہ اپنے لیے ہے۔ ایک عرصہ سے مجھے دل کے valve کی تکلیف تھی۔ ڈاکٹرز پروسیجر کا کہا کرتے تھے لیکن مَیں ٹالتا رہتا تھا۔ اب ڈاکٹروں نے کہا کہ ایسی سٹیج آ گئی ہے کہ مزید انتظار مناسب نہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے پر گزشتہ دنوں valve کی تبدیلی کا پروسیجر ہوا ہے۔ الحمد للہ! ٹھیک ہو گیا اور اس لیے مَیں چند دن ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق مسجد بھی نہیں آسکا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میڈیکلی اب جو پروسیجر ہونا تھا وہ اللہ کے فضل سے کامیاب ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی زندگی دینی ہے فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ مئی 2024ء کے اہم نکات

سریہ حضرت ابوسلمہؓ، سریہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ اور سریہ رجیع کی روشنی میں آنحضور ﷺ کی سیرت کا تذکرہ نیز اسیرانِ راہ مولیٰ اور فلسطین کے مظلومین کے لیے دعا کی تحریک

- تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنو اسد کی شرارت اور سریہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔
- یہ سریہ محرم 4/ ہجری میں آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ہوا۔
- مدینے میں رہنے والے منافقین اور یہود جنگ اُحد کے حالات و واقعات کی وجہ سے قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ نے مسلمانوں پر حملے کا پروگرام بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ اُن کے حملے سے پہلے ہی خود مسلمان اپنے تحفظ کے لیے اُن کے علاقے پر چڑھائی کریں۔
- چنانچہ آپؐ نے 150/ صحابہ کرامؓ پر مشتمل لشکر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ کر دیا جس نے قطن پہاڑ کے قریب حملہ کر کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے چرواہوں میں سے تین کو پکڑ لیا اور باقی بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔
- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مال غنیمت کے ساتھ مدینہ کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمس علیحدہ کیا اور بقیہ مال غنیمت صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا۔
- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ جب مدینہ واپس آئے تو غزوہ اُحد میں اُن کو لگنے والا زخم دوبارہ تازہ ہو گیا جس سے وہ بیمار پڑ گئے اور اسی سال 3/ جمادی الآخر کو انتقال کر گئے۔
- بنو اسد کا رئیس طلیحہ بن خویلد بعد میں مسلمان ہو گیا لیکن پھر مرتد ہو گیا بلکہ نبوت کا جھوٹا مدعی بن کر فتنہ و فساد کا موجب بنا مگر شکست کھا کر بھاگ گیا اور پھر کچھ عرصہ بعد تائب ہو کر اسلامی جنگوں میں حصہ لے کر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور 21/ ہجری میں ایک جنگ میں شہادت کا مقام پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا انجام بخیر کرنا تھا تو اس کو توفیق ملی اور اسلام قبول کر لیا۔
- سریہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ، بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شامل ہوئے۔ انہوں نے شام میں 54/ ہجری یا بعض روایات کے مطابق 74/ ہجری میں وفات پائی۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو لحیان کے لوگ سفیان بن خالد کی انگیخت پر عُرنہ میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کر رہے ہیں۔

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ کشت وخون سے بچنے کے لئے اس فتنے کے بانی مبانی سفیان بن خالد کے قتل کی غرض سے حضرت عبد اللہ بن انیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا۔ جو نہایت ہوشیاری کے ساتھ بنولحیان کے کیمپ میں پہنچے اور رات کے وقت موقع پا کر سفیان کا خاتمہ کر دیا اور بچ کر نکل آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں دیکھتے ہی فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ چہرہ تو بامراد نظر آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اور کیا خوب عرض کیا: اَفْلَحَ وَجْهُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یا رسول اللہؐ سب کامیابی آپؐ کی ہے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ کا عصا حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور انعام کے عطا فرمایا اور فرمایا یہ عصا تمہیں جنت میں ٹیک لگانے کا کام دے گا۔
- دشمن الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ نے امن برباد کیا اور انسانی جانوں کا خون کروایا۔ حالانکہ دشمن قبیلے کے لوگوں کی جان بچانے کے لیے آپؐ نے یہ ایک ترکیب نکالی۔ یہ انسانی ہمدردی کی معراج ہے۔
- سریہ رجیع کو سریہ مرثد بن ابی مرثد بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سریہ صفر 4/ ہجری کے شروع میں رجیع کی جانب پیش آیا۔ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ سریہ 3/ ہجری شوال کے آخری دنوں میں ہوا۔
- ایک منصوبہ بندی کے ساتھ قبیلہ عضل اور قارۃ کے چند لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے قبیلے میں اسلام کی بڑی شہرت ہے کچھ لوگ ہمارے ساتھ روانہ کر دیں جو کہ وہاں دعوت اسلام کا کام کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ 7/ آدمی بھیجے تھے۔ صحیح بخاری میں 10/ افراد کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور بعض نے کہا کہ حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا۔
- خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے یمن اور پاکستان کے سیرانِ راہ مولیٰ نیز فلسطین کے مظلومین کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ مئی 2024ء کے اہم نکات

سریہ رجیع کے حوالے سے آنحضور ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عشق و وفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- رسول اللہ ﷺ نے دس آدمی سریے کے طور پر بھجوائے اور حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ ان کا سامنا مخالف قبیلے بنو لحیان کے دو سَو تیر اندازوں سے ہوا۔ مسلمان انہیں دیکھ کر ایک ٹیلے پر پناہ گزین ہو گئے۔ مخالفین نے انہیں پناہ دینے اور قتل نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی۔
- سریے کے امیر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے مَیں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ پھر ان سب نے دعا کی کہ اے خدا! ہمارے حالات اپنے نبی ﷺ تک پہنچا دے۔ کافروں نے ان پر تیر چلائے اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت سات صحابہؓ شہید ہو گئے۔
- جب قریش مکّہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر یا جسم کا کوئی اور عضو لینے کے لیے لاش کے قریب پہنچے تو ان کی لاش پر زنبوروں اور شہد کی مکھیوں نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ انہوں نے مکھیوں اور زنبوروں کو ہٹانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ ہٹیں بالآخر وہ لوگ خائب و خاسر لوٹ گئے۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے عہد کا کیسا پاس رکھتا ہے۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ کبھی کسی کافر سے مس نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد بھی اس کی اس قسم کا پاس رکھا اور کافروں کو اسے چھونے نہ دیا۔
- کفار نے تین اصحابؓ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے عہد و پیمان دیا اور جب انہوں نے خود کو ان کے حوالے کر دیا تو کافروں نے

ان سے عہد شکنی کی اور عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا اور خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکّے میں فروخت کر دیا۔

- جب حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لیے لایا گیا تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے کہا کہ اے زید! مَیں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تُو یہ پسند کرتا ہے کہ تیری جگہ ہمارے پاس محمد (ﷺ) ہوں اور ہم تیری جگہ محمد (ﷺ) کی گردن مار دیں اور تُو اپنے اہل و عیال میں رہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اتنا بھی پسند نہیں کہ محمد ﷺ اس وقت جس مکان میں ہیں وہاں ان کو کانٹا بھی چبھے اور وہ انہیں تکلیف دے اور مَیں اپنے اہل و عیال میں رہوں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ مَیں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی سے ایسی محبت کرتا ہو جیسے محمد (ﷺ) کے اصحاب محمد (ﷺ) سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت زیدؓ کو شہید کر دیا گیا۔
- جس دن یہ دونوں شہید کیے گئے اس روز سنا گیا کہ آنحضرت ﷺ فرما رہے تھے کہ علیکما السلام یعنی تم دونوں پر بھی سلامتی ہو۔
- جب حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قید میں تھے تو ایک روز ایک بچّہ ان کے پاس آ گیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت اُسترا تھا، آپؓ نے اس بچے کو لے لیا۔ یہ دیکھ کر اس کی ماں ڈر گئی کہ کہیں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بچے کو نقصان نہ پہنچائیں۔
- حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے خوف کو محسوس کر لیا اور کہا کہ تم ڈرتی ہو کہ مَیں اس بچے کو نقصان نہ پہنچاؤں؟ بخدا! مَیں تو ایسا نہیں ہوں۔
- وہ عورت کہا کرتی تھی کہ مَیں نے ایسا قیدی نہیں دیکھا جو حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر ہو۔ مَیں نے ایک دن انہیں دیکھا تھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے کھا رہے تھے اور وہ زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکّے میں کوئی بھی پھل نہیں تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔
- جب قریش انہیں شہید کرنے کے لیے حرم سے باہر لے گئے تو انہوں نے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی اور کہا کہ مَیں نے اس خیال سے کہ تم کہو گے کہ مَیں گھبراہٹ کی وجہ سے دیر کرتا ہوں یہ نماز مختصر پڑھی ہے۔ پھر انہوں نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے۔ اس کے بعد کافروں نے آپؓ کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔
- حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ صحابہؓ اسلام کی خاطر ہر وقت جان کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنے والے تھے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 24/ مئی 2024ء کے اہم نکات

خلافت حقہ اسلامیہ کی برکات اور ایمان افروز واقعات کا بیان

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دینِ اسلام کی تجدید کے لیے بھیجے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے مطابق ہی آپؑ کی بنائی ہوئی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔
- ہر دور میں جماعت کی ترقی کی رفتار بڑھتی چلی گئی، درجنوں ملکوں میں احمدیت کا پودا لگا، جماعت احمدیہ کا باقاعدہ نظام قائم ہوا، سینکڑوں شہروں اور قصبوں میں خلافت کی تائید و نصرت اور مخلصین کی جماعتوں کے قیام کے سامان پیدا فرمائے اور یہ نظارے دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ پس ہم خوش قسمت ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھنے والے ہیں۔

- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔
- اس سے یہ بھی استنباط کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر کی بحث کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ کام پورا کرنے کی اہمیت ہے۔
- ہمیشہ کی طرح دُور دراز کے ملکوں میں خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کے وعدے پورے ہونے کا نظارہ ہم دیکھتے ہیں۔
- برکینا فاسو کی ایک جماعت میں پہلی بار ایم ٹی اے پر لوگوں نے خلیفۂ وقت کو دیکھا تو اُن کی آنکھیں نم تھیں اور خوشی اُن کے چہروں سے عیاں تھی۔ کہنے لگے کہ ایم ٹی اے پر خلیفۂ وقت کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے۔
- گیمبیا میں ایک موٹر مکینک نے اتفاق سے ایم ٹی اے پر مجھے کوئی خطاب کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کی حمایت حاصل ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنے خاندان کے 14/افراد کے ساتھ بیعت کر لی۔
- جلسہ سالانہ جرمنی میں ایک عرب اپنے ایک فیملی ممبر کے ساتھ میری تقریر سننے کے بعد بیعت فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔
- ایک عرب دوست ایک سوال کا جواب مجھ سے سن کر بیعت کی تقریب سے قبل ہی بیعت فارم پُر کر کے دستی بیعت میں شامل ہو گئے۔
- گیمبیا کے ایک دوست نے ایم ٹی اے پر میرا خطبہ سنا اور وہ اپنے خاندان کے 10/لوگوں سمیت بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔
- کیمرون میں آٹھ فیملیوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔
- برکینا فاسو میں ایک شخص نے مجھے ایم ٹی اے پر دیکھا تو کہا میں تو ان کو خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ وہ اسی وقت احمدیت میں داخل ہو گیا اور اب خدا کے فضل سے اس گاؤں میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔
- کرغزستان میں ایک دوست اپنی اہلیہ کے ساتھ 12/ کلومیٹر کا سفر کر کے میرا خطبہ جمعہ سنتے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے بیعت کر لی۔
- گنی بساؤ میں ایک دوست نے جب تھوڑی دیر کے لیے میرا خطبہ جمعہ سنا تو کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کافر نہیں ہوسکتی اور فیملی سمیت بیعت کر لی۔
- بیلجیم کے ایک دوست مصطفیٰ صاحب نے تحقیق کر کے بیعت کی اور کہتے ہیں کہ احمدیت نے میری زندگی بدل دی ہے۔
- خلافت احمدیہ کی تاریخ کا ہر دن اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور جماعت ہر روز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اللہ کرے کہ خلافت احمدیہ کے ذریعے خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا نظارہ دنیا دیکھے۔

بعض مرحومین کا ذکرِ خیر

- حضور انور نے مکرم چودھری نصر اللہ خان صاحب اور مکرم کنور ادریس صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 31/ مئی 2024ء کے اہم نکات

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ کا بیان اور فلسطین، سوڈان نیز یمنی اور پاکستانی احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک

- حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے صحابی تھے جنہیں لکڑی سے باندھ کر شہید کیا گیا یعنی صلیب کی طرح۔ شہادت کے وقت قریش نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام سے رجوع کی صورت میں چھوڑ دیے جانے کی پیش کش کی تھی مگر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام کی راہ میں میرا شہید کیا جانا تو معمولی بات ہے۔

- پھر دعا کی کہ اے اللہ! یہاں کوئی ایسا نہیں جو تیرے رسول ﷺ تک میرا سلام پہنچائے پس تُو خود میرا اسلام رسول اللہ ﷺ تک پہنچادے اور جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا وہ آپؐ کو بتادے۔
- ایک روز حضور ﷺ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور آپؐ نے فرمایا: اُس پر بھی سلامتی اور رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر فرمایا کہ یہ جبرائیل تھے جو مجھے خبیبؓ کا سلام پہنچا رہے تھے۔
- رؤسائے قریش حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر جشن منانے کے لیے انہیں ایک کھلے میدان میں لے گئے۔ آپؓ نے مرنے سے پہلے دو نوافل ادا کرنے کی اجازت چاہی پھر نوافل ادا کیے اور کہا کہ میرا دل تو چاہتا تھا کہ نماز کو لمبا کروں لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ مَیں موت کو پیچھے ڈالنے کے لیے نماز کو لمبا کر رہا ہوں۔ پھر یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے جھک گئے۔

وَمَا اَنْ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَ ذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَ اِنْ یَّشَاء
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

- یعنی جب کہ میں اسلام کی راہ میں اور مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے یہ پروانہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کے لیے ہے اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔
- حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقتِ شہادت دعا کی تھی کہ اے خدا! ان ظالموں کو چُن چُن کر ہلاک کر۔ روایات میں آتا ہے کہ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ اس قتل میں شریک تمام ظالم ہلاک ہو گئے۔ یہ تو ثابت نہیں البتہ ان میں سے اکثریت ماری گئی یا انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔
- ان میں ایک شخص سعید بن عامر بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ملک شام میں ایک جگہ کا عامل مقرر فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سعید بن عامر سے پوچھا کہ اے سعید! تجھے کوئی بیماری لاحق ہے؟ سعید بن عامر نے جواب دیا نہیں! مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ جس وقت حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا جارہا تھا مَیں بھی وہاں موجود تھا اور اب جب بھی مجھے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ دعا یاد آتی ہے تو مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔
- قریش نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کو سُولی پر ہی لٹکا چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ گل سڑ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش کو سُولی سے اتارنے کے لیے فرمایا تو حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعش کے پاس پہنچے تو وہاں چالیس آدمی مدہوش سوئے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتار لیا اور یہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد کا واقعہ ہے۔
- ایک روایت میں نعش اتارنے والے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری روایت میں ان کے ساتھ حضرت جبار بن صخر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی مذکور ہے۔
- وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نعش سُولی سے اتار لی اور جب قریشیوں نے ہمارا پیچھا کیا تو مَیں نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش ندی میں پھینک دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کی نعش کو بے حرمتی سے محفوظ رکھا۔
- اللہ تعالیٰ اس طرح بھی اپنے پیاروں کی حفاظت کرتا تھا۔ ایک واقعہ پہلے بیان ہوا تھا کہ بھڑوں اور شہد کی مکھیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لاش کو محفوظ رکھا اور بے حرمتی نہیں ہو سکی۔
- دعا کی تحریک کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ فلسطینیوں، سوڈان کے لوگوں اور یمن کے اسیران نیز پاکستان کے لیے بھی دعا کریں۔

مرحومین کا ذکرِ خیر

- حضورِ انور نے دو مرحومین مکرم چودھری منیر احمد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم عبد الرحمٰن کٹی صاحب آف کیرالہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

(بشکریہ مکرم مولانا خلیل احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ ریجائنا)

رسول اللہ ﷺ کے اہم غزوات وسرایا

نمبر شمار	غزوہ/سریہ	تاریخ	لشکر اسلام کی تعداد	لشکر اسلام کا سالار	دشمن لشکر کی تعداد	دشمن لشکر کا سالار
1	غزوہ بدر	17رمضان2ھ،14مارچ624ء	313	رسول کریم ﷺ	1000	ابوجہل
2	غزوہ احد	6 شوال3ھ،23مارچ625ء	700	رسول کریم ﷺ	پیدل2800+سوار200= 3000	ابوسفیان
3	سریہ رجیع	صفر 4ھ،جولائی625ء	10	حضرت عاصم بن ثابتؓ	100	عضل و قارہ(قبائل)
4	سریہ بئر معونہ	صفر 4ھ،اگست625ء	70	حضرت منذر بن عمروؓ	ایک بڑی جماعت	عامر بن مالک
5	غزوہ بنو مصطلق	3 شعبان5ھ،دسمبر626ء		رسول کریم ﷺ		حارث بن ضرار
6	غزوہ خندق	شوال5ھ،فروری627ء	3000	رسول کریم ﷺ	10ہزار سے 24ہزار تک	ابوسفیان
7	غزوہ بنو قریظہ	ذی الحجہ 5ھ،مارچ627ء		رسول کریم ﷺ		بنو قریظہ
8	غزوہ خیبر	محرم صفر 7ھ،مئی جون628ء	1420	رسول کریم ﷺ	10000	کنانہ بن ابی الحقیق
9	سریہ موتہ	جمادی الاول8ھ،ستمبر629ء	3000	حضرت زید بن حارثہؓ		شرحبیل غسانی
10	غزوہ فتح مکہ	رمضان8ھ،دسمبر629ء	10000	رسول کریم ﷺ	2لاکھ	قریش مکہ
11	غزوہ حنین	شوال8ھ،جنوری630ء	12000	رسول کریم ﷺ	ایک بڑی جماعت	بنو ہوازن،ثقیف وغیرہ
12	غزوہ طائف	شوال8ھ،جنوری630ء	12000	رسول کریم ﷺ	ایک بڑی جماعت	بنو ثقیف
13	غزوہ تبوک	رجب9ھ،اکتوبر630ء	30000	رسول کریم ﷺ	دشمن مقابل پر نہیں آیا	قیصر روم ہرقل

مرتبہ: مولانا عبدالسمیع خان صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

نمبر شمار	غزوہ/سریہ	مسلمانوں کا نقصان		دشمن کا نقصان		نتیجہ	متفرق امور
		شہید	قیدی/زخمی	مقتول	قیدی/زخمی		
1	غزوہ بدر	14	0	70	70 قیدی	اسلام کی فتح	وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۔ یوم الفرقان
2	غزوہ احد	70	40۔زخمی	30		دشمن مقصد میں ناکام رہا	آغاز میں فتح کے بعد خالد اور عکرمہ کا دوبارہ حملہ اور مسلمانوں کا سخت نقصان
3	سریہ رجیع	10				دھوکے سے قتل	ان صحابہؓ کو قرآن سیکھنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ دشمن نے 8 کو تیروں سے شہید کیا 2 کو سولی دی اور 4 دن تک نعشیں لٹکی رہیں
4	سریہ بئر معونہ	69	1۔قیدی			69 قراء کا قتل	ان صحابہؓ کو قرآن سیکھنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ رسول اللہؐ نے ایک ماہ تک دشمن کے خلاف بددعا کی
5	غزوہ بنو مصطلق			10	19 قیدی	اسلام کی فتح	دسمبر 626ء۔ واپسی پر واقعہ افک پیش آیا۔ سورۃ نور نازل ہوئی
6	غزوہ احزاب	6		10		اسلام کی فتح	فرمایا اب ہم ان سے جنگ کریں گے وہ ہم سے جنگ نہیں کریں گے
7	غزوہ بنو قریظہ	4		کثیر تعداد	200 قیدی	اسلام کی فتح	حضرت معاذ بن جبلؓ کے فیصلہ پر بدعہدی کی وجہ سے تورات کے مطابق قتل ہوئے
8	غزوہ خیبر	18	50۔زخمی	93		فتح مبین	یہودیوں کا آخری مورچہ ختم کر دیا گیا
9	سریہ موتہ	12		بڑی تعداد		مسلمانوں کا نقصان	حضرت زیدؓ، جعفرؓ، عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت۔ مدینہ میں رسول اللہ نے یہ منظر کشفاً دیکھا اور ساتھ ساتھ بتایا۔ خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کا خطاب۔
10	غزوہ فتح مکہ	2		12		اسلام کی فتح	تاریخ کی عظیم الشان فتح۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کا اعلان
11	غزوہ حنین	6		71		نقصان کے بعد فتح	أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ... أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ کا واقعہ۔ سب قیدی رہا کر دئے گئے
12	غزوہ طائف	13	کثیر زخمی			محاصرہ کے بعد واپسی	محاصرہ کے 6 ماہ بعد دشمن نے اسلام قبول کر لیا (فروری 630ء)
13	غزوہ تبوک					جنگ نہیں ہوئی	حدود عرب سے باہر پہلی دفعہ شوکت اسلام کا مظاہرہ۔ (اکتوبر 630ء)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

محترمہ عطیہ علیم صاحبہ

آپ کا نام نعمان بن ثابت بن زوطی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم تھا۔ آپ 80 ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ 150ہجری میں جب آپ 70 سال کے قریب تھے بغداد میں وفات پائی۔

آپ کا گھرانہ کابل کے ایک معزز مذہبی پیشوا سے تعلق رکھتا تھا جو کابل کے مجوسی معبد کا مؤید خاندان تھا۔ کابل کی فتح کے بعد آپ کے دادا زوطی اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ بسے یا قید ہوکر آئے اور مسلمان ہوئے۔ کہا جاتا ہے آپ کے دادا کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص عقیدت تھی، آپ نے ایک لذیذ مشروب جس کا نام فالودہ تھا اور کابل کے لوگ اس کے بنانے میں ماہر تھے ،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام ثابت رکھا اور اس کی کامیاب زندگی اور مبارک ذریت کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کروائی۔

آپ کے دادا نے کوفہ آ کر کپڑے کا کاروبار شروع کیا اور خوب ترقی کی۔ بچپن سے ہی والد کا ساتھ دیا، تجارتی مہارت حاصل کی۔ بہر حال آپ مالی طور پر خوشحال تھے اور آپ کو کبھی بھی مالی پریشانیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

چونکہ آپ ہوش سنبھالتے ہی کاروبار میں مشغول ہو گئے تھے ۔ آپ کو پڑھنے لکھنے کا موقع نہیں ملا۔ لیکن پھر آپ کی ملاقات اس زمانہ کے مشہور محدث امام شعبی رحمہ اللہ سے ہوئی جنہوں نے آپ کی ذہانت کو محسوس کیا اور آپ کو حصول علم کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے کافی تحقیق کے بعد حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی۔ حضرت حماد رحمہ اللہ نے اپنے استاد ابراہیم نخعی کے ذریعے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علم سے استفادہ کیا اور اس علم سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بھی فائدہ اٹھایا۔ آپ نے 18 سال تحصیل علم میں صرف کیے۔

تحصیل علم کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور کوفہ کی جامع مسجد کے ایک حصہ میں اپنا مدرسہ قائم کیا۔ جس کا شمار بالآخر ایک عظیم الشان حلقہ ہائے دروس میں ہونے لگا۔

آپ کا مدرسہ کوئی ابتدائی مدرسہ نہیں تھا بلکہ شہر کے مختلف قابلیتیں رکھنے والے اونچے درجہ کے طلبہ درس میں شامل ہوتے۔ کوئی لغت اور زبان کا ماہر، کوئی حدیث و تاریخ میں ممتاز، غرض آپ کا مدرسہ مختلف استعدادوں کے حامل ارباب علم کا مرکز تھا۔ طلبہ کو مختلف سوال اٹھانے کی اجازت ہوتی اور بحث میں حصہ لینے کی بھی کھلی اجازت ہوتی۔ ہر رائے پر، خواہ وہ استاد کی رائے ہو، تنقید ہوتی تھی۔ آخر بحث و مباحثہ کے بعد مسئلہ کا حل نکل آتا اور کوئی رائے قائم ہو جاتی تو وہ بات سیاق و سباق کے ساتھ لکھ لی جاتی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بنو عباس اور بنو امیہ کے دور دیکھے لیکن آپ ان حکومتوں کے اندازِ حکومت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ دل سے چاہتے تھے کہ نیک لوگ برسر اقتدار آئیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے کبھی بغاوت میں حصہ نہیں لیا تھا۔ نصیحت و خیر خواہی کے اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ حکومتوں نے کوشش کی کہ آپ کا قریبی تعاون حاصل کریں۔ لیکن آپ نے کبھی کوئی عہدہ قبول نہیں کیا۔

بنو امیہ کی حکومت نے بھی کوشش کی کہ وہ آپ کا قریبی تعاون حاصل کرے اور حکومت کے کاموں میں آپ شریک ہوں۔ لیکن آپ نے کوئی عہدہ قبول نہ کیا۔ پھر بنو عباس کے دور میں بھی یہ کوشش ہوئی۔ اور آپ پر زور دیا گیا کہ آپ قاضی کا عہدہ قبول کریں۔ لیکن آپ اس پر راضی نہ ہوئے۔ حکومت، ائمہ دین کا تعاون اس غرض سے حاصل کرنے کی متمنی رہتی تھی کہ عام پبلک، ائمہ دین کا نمونہ دیکھ کر اطاعت شعار بن جائے لیکن حکومت کی عام پالیسی ایسی نہ تھی کہ ائمہ دین حکومت میں شرکت کی طرز کا تعاون دیتے اور حکومت کا حصہ بنتے کیونکہ یہ بات حکومت کے ظلم وستم میں شرکت کے مترادف ہوتی اور ائمہ دین یہ تاثر دینے سے پرہیز کرتے تھے اور کسی درجہ میں بھی حکومت کا آلہ کار بننے کے لیے تیار نہ تھے۔

ایک دفعہ عباسی خلیفہ ابومنصور نے آپ سے کہا کہ آپ قضاء کا عہدہ کیوں قبول نہیں کرتے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس عہدہ کے لیے اپنے آپ کو اہل نہیں پاتا۔ ابومنصور نے غصہ کے انداز میں کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں آپ پوری طرح اس عہدہ کے اہل ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ امیرالمومنین نے فرمایا ہے تو جھوٹا آدمی قاضی نہیں بن سکتا اور وہ اس ذمہ داری کا اہل نہیں۔ یہ برجستہ جواب سن کر ابومنصور گم صم ہو کر رہ گیا اور اسے مزید کوئی سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

ایک اور موقع پر ابوجعفر منصور نے خفگی کے رنگ میں کہا: میری حکومت میں نہ آپ کوئی عہدہ قبول کرتے ہیں اور نہ میری طرف سے بھجوائے گئے تحائف اور نذرانے لیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حکومت کے مخالف ہیں۔آپ نے جواب دیا، یہ بات نہیں۔قضاء کی ذمہ داریاں میں اٹھا نہیں سکتا۔ امیرالمومنین جو تحفہ دینا چاہتے ہیں وہ امیرالمومنین کا ذاتی مال نہیں بلکہ بیت المال کی رقم ہے جس کا میں مستحق نہیں۔کیونکہ نہ میں فوجی ہوں اور نہ فوجیوں کے اہل وعیال سے میرا کوئی تعلق ہےاور نہ میں محتاج اور ضرورت مند ہوں اور بیت المال میں انہی لوگوں کا حق ہے۔جب میں اس رقم کا حقدار نہیں تو اس کا لینا میرے لیے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟اس پر ابومنصور نے کہا آپ یہ مال لے کر غرباء میں تقسیم کر سکتے ہیں۔آپ نے جواب دیا امیرالمومنین کے وسائل مجھ درویش سے زیادہ ہیں۔آپ اچھی طرح جان سکتے ہیں کہ کون غریب ہے اور کون امیر اس لیے آپ کی تقسیم زیادہ مناسب ہوگی۔

دراصل آپ علم و تربیت کے لیے اپنے آپ کو وقف رکھنا چاہتے تھے تاکہ حکومت کا کوئی عہدہ قبول کرنے کی بجائے حکومت کی ذمہ داریاں قبول کرنے والوں کی علمی و عملی تربیت کرسکیں اور وہ عوام کی بہتر خدمت کرسکیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان ائمہ کے تربیت یافتہ علماء اور صلحاء نے بعد میں بڑی بڑی ذمہ داریاں قبول کیں۔اور اپنے علم اور انصاف کی بنا پر عوام کی خدمت کی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فقہی منہج یہ تھا کہ سب سے پہلے قرآن کریم پر غور کرتے اور اس سے راہنمائی حاصل کرتے۔اگر قرآن کریم میں تصریح نہ ملتی تو سنت ثابتہ کی پابندی کرتے۔اگر سنت میں وضاحت نہ ہوتی تو پھر صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے اجتماعِ عمل کی پیروی کرتے اور اگر مسئلہ زیرِ غور کے بارہ میں ان کا کوئی اجتماعِ عمل معلوم نہ ہوتا تو پھر صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے مختلف اقوال میں سے اس قول کو اختیار کرتے جو ان کی سمجھ کے مطابق قرآن کریم یا سنت ثابتہ کے عمومی منشاکے قریب تر ہوتا۔اس کے بعد دوسرے ذرائع علم و استنباط مثلاً قیاس، استحسان اور عرف وغیرہ کو آپ اختیار کرتے اور استخراج مسائل وغیرہ کا فریضہ سرانجام دیتے۔تدوین فقہ کے یہی ذرائع یعنی قرآن کریم، سنت ثابتہ، احادیث، صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے اقوال، اجتماعِ عمل، قیاس، استحسان، عرف وغیرہ آپ کے سامنے تھےاور انہی ذرائع کو اختیار کرنے کی آپ نے اپنے شاگردوں کو تلقین کی۔

آپ ہمیشہ کہا کرتے کہ ہم نے اپنی سمجھ کے مطابق مذکورہ بالا ماخذ سے مسائل مستنبط کیے ہیں،اگر کوئی اور اس سے بہتر استنباط اور اجتہاد پیش کرے تو ہم اس کی پیروی کریں گےاور اپنی رائے پر ہمیں اصرار نہیں ہوگا۔اگر آپ نے کسی روایت کا انکار کیا یا وہ نظرانداز ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ وہ روایت بوجوہ ان کے نزدیک ثابت نہیں تھی یا زیادہ ثقہ روایت ان کے علم میں تھی یا ایسی کوئی روایت ان کے علم میں نہیں آئی تھی۔کیونکہ روایات بہت بعد میں جمع ہوئی ہیں اور بتدریج ان میں اضافہ ہوا ہے۔ نیز آپ کے زمانہ میں مختلف اسباب کی وجہ سے وضع احادیث کا زور بڑھ گیا تھا۔اس وجہ سے بھی اخذ روایات میں آپ بڑی احتیاط برتنے پر مجبور تھے۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تدوین فقہ میں ایک اور نیا انداز بھی اختیار کیا تھا۔آپ نے ممکنہ مسائل زندگی کا جائزہ لے کر اور ان کے بارہ میں سوالات ترتیب دے کر قرآن کریم،احادیث نبویہ کی مدد سے ان سوالات کے جوابات تلاش کیےاور انہیں مدوّن کرایا تاکہ ضرورت کے وقت اربابِ علم وحکمت ان جوابات سے مدد لے سکیں۔اس طرح آپ کے شاگردوں کی کوشش اور آپ کی راہنمائی سے ”فقہ تقدیر“ یا ”فقہ فرضی“ کا ایک بڑا ذخیرہ مہیا ہوگیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت

غرض حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ایک عظیم فقیہ، بے مثال امام اور بڑی کامل شخصیت کے مالک بزرگ تھے۔اُمّت نے آپ کو ”امام اعظم“ کا لقب دیا اور آپ اس لقب کے بجا طور پر مستحق تھے۔عمر کے لحاظ سے بھی تمام ائمہ فقہ سے بڑے تھے۔آپ کی علمی سبقت کو بھی سبھی مانتے تھے۔تدوین علم فقہ کے آغاز کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔آپ کے حلقۂ درس میں ایسے طلبہ شریک تھے جو بعد میں عظیم انسان تسلیم کیے گئے اور ان عظیم شاگردوں کو اپنے استاد کی عظمت پر فخر تھا۔ اُصول کی وسعت اور تفریعات کی کثرت کے لحاظ سے بھی آپ کی فقہ ایک بحر ذخار قرار پائی۔مختلف ادوار کی اسلامی حکومتوں نے آپ کے فقہی مسلک کو اپنایا اور اس کی سرپرستی کی۔آپ کے پیرو بھی دوسرے ائمہ فقہ کے پیرووں سے نسبتاً زیادہ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی تعریف میں فرمایا:

> ”اصل حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فراست میں ائمہ ثلاثہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت اور عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے۔اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔اور اسی وجہ سے اجتہاد و استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلّم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے قاصر تھے۔“

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 385)

(بقیہ صفحہ 27)

”مسلمان“ کی تعریف

مکرم ف۔ مجوکہ صاحب

آج کے زمانے میں جہاں دنیا مذہبی اور اخلاقی پہلو میں زوال کی طرف بڑھ رہی ہے وہاں اس زمانے کے مامور کے انکار اور مخالفت میں بھی اس حد تک بڑھ رہی ہے جو سوچ کے دائرہ سے بھی باہر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تو پہلے سے ہی بتایا جاچکا تھا کہ مامور کو بھیجا ہی تب جائے گا جب علم اٹھ جائے گا اور جاہل علماء ان مسندوں پر بیٹھ کر لوگوں کو گمراہی کی طرف لے کر جائیں گے۔علم حدیث کی کتاب مشکوٰۃ کی روایت کو دیکھتے ہیں جس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔(اس زمانہ کے لوگوں کی) مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔(یعنی تمام خرابیوں کا وہی سر چشمہ ہوں گے)

(مشکوٰۃ المصابیح،کتاب العلم)

پھر اسی طرح امام بخاری اپنی کتاب میں تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا اللہ بندوں سے یونہی چھینا جھپٹی کر کے علم نہیں اٹھایا کرتا بلکہ وہ علماء کو اٹھا کر علم اٹھالیتا ہے۔یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہتا تو لوگ ایسے جاہلوں کو سردار بنا لیتے ہیں کہ جن سے اگر (کوئی مسئلہ) پوچھا جائے تو بغیر علم کے فتوی دیتے ہیں۔خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری۔کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم۔ روایت نمبر100)

اور جب انہی علماء کی جہالت کو دُور کرنے کے لیے خدا اپنی خاص صفت رحمانیت کے تحت مامور کو مبعوث کرتا ہے تو یہی علماء اس کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ سپین میں چھٹی صدی ہجری کے ممتاز مفسر اور پیشوائے طریقت حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ (1165ء۔1240ء) فرماتے ہیں، جب امام مہدی دینا میں ظاہر ہوگا تو علمائے ظاہر سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دشمن نہیں ہوگا۔ کیونکہ مہدی کی وجہ سے ان کا اثر و رسوخ جاتا رہے گا۔

(فتوحاتِ مکیہ، جلد3،صفحہ336)

یہ مخالفت اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ وہ دین کی بنیادی اکائیوں پر بھی حملہ کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ مگر دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ۝

(سورۃ المجادلہ 22:58)

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔

اور بدیہی بات ہے کہ جب علماء کے دعوے اور فتوے بے بنیاد ہوں گے تو وہ کسی بھی طرح خدا کے مامور کے سامنے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اب دیکھتے ہیں آج کل انہی باتوں میں سے ایک بنیادی بات تھی کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ کس طرح پتا چلے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور یہ شخص مسلمان نہیں؟ اسلام تو دین یُسر (یعنی آسانی کا دین) تھا، اس نے تو بہت آسان وضاحت کی اور تدریجاً دین سکھایا۔ اس نے ارکان ایمان بتا دیے کہ (یعنی اللہ پر ایمان، اس کے رسولوں پر ایمان، اس کی کتابوں پر ایمان، اس کے فرشتوں پر ایمان، آخرت پر ایمان، تقدیر خیر و شر پر ایمان) اور ارکان اسلام بھی بتا دیے (یعنی کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج)۔ مگر اس دور کے علماء نے مامورِ زمانہ کی مخالفت میں اسلام کو تنگی اور سختی کا دین بنا دیا اور اسلام کی وہ تعریف کی جس کی بنیاد اس سے قبل تاریخ اسلام میں نہ تھی۔ 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے احمدیت کی مخالفت میں مسلمان کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی۔

”کوئی آدمی جو آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر غیر مشروط اور قطعی یقین نہیں رکھتا جو آخری نبی ہیں یا جو آنحضرتؐ کے بعد کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو یا کسی ایسے مدعی کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو وہ قانون اور آئین کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔“

(آئین کی دوسری ترمیم 7/ستمبر 1974ء)

پھر اس سے بڑھے تو 21/اگست 2020ء میں یہ قانون جاری کر دیا کہ:

“It is notified for general information and compliance of the unanimously resolution passed by the National

Assembly of Pakistan that the name of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم) may be written in all official /non official record as

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ۔"

یہ صرف مامور زمانہ کی مخالفت میں کیا گیا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کہیں بھی اسلام قبول کرنے کی شرط میں ختم نبوت کی شرط کو شامل نہیں کیا تھا۔ اب آیئے دیکھتے ہیں آنحضرت ﷺ کے دور میں مسلمان کی تعریف کیا تھی، کس طرح کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہلا سکتا تھا، کیا اس کو چند مخصوص الفاظ کو دہرانا ضروری تھا؟ یا ایمان کا تعلق دل سے تھا؟ اس چیز کے لیے ہم صرف احادیث مبارکہ کو ہی بنیاد بناتے ہیں اور بعد کے مورخین کی کتابوں کو چھوڑتے ہیں تا کوئی محلِ اعتراض باقی نہ رہے۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اپنی کتاب صحیح بخاری میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو قبلہ بنایا اور ہمارا ذبیحہ کھایا۔ پس وہ مسلمان ہے۔

(صحیح بخاری ۔کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ 391)

پھر اسی باب کی ایک اور روایت ہے کہ راوی حمید نے کہا کہ میمون بن سیاہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا۔ کہا ابو حمزہ! آدمی کے خون کو اور اُس کے مال کو کونسی چیز محفوظ کر دیتی ہے تو انہوں نے کہا جو شخص یہ اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے۔ اُس کے لیے وہی حقوق ہیں جو مسلمان کے لیے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو مسلمان پر ہیں۔

پھر راوی حمید کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا نبی ﷺ نے (یہی) فرمایا۔

(صحیح بخاری ۔کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ 393)

گویا بتا دیا کہ مسلمان وہی ہے جس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کر لیا اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا نبی مان لیا۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ان دو احادیث میں کہیں کلمہ شہادت کا تو ذکر نہیں۔ تو ذرا غور کریں کہ جو شخص خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گا اور نماز کے کلمات دہرائے گا وہ یقیناً تشہد میں خدا کی وحدانیت کا بھی اقرار کر رہا ہو گا اور آنحضرت ﷺ کی رسالت پر بھی ایمان لانے والا ہو گا۔

نیز جب امام نسائی نے اس حدیث کو بیان کیا تو انہوں نے اس کو مزید وضاحت سے بیان کیا اور اقرار رسالت کو بھی شامل کیا۔ آپؒ لکھتے ہیں کہ میمون بن سیاہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے ابو حمزہؓ! کون سی چیز مسلمان کے خون اور اس کے مال کو حرام کر دیتی ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جس نے ہمارے قبلے کو قبلہ اختیار کیا اور ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلم ہے اس کے لیے وہ سب کچھ ہے جو مسلمانوں کے لیے ہے اور اس پر وہی (ذمہ داریاں) ہیں جو مسلمانوں پر ہیں۔

(سنن نسائی۔کتاب المحاربہ، باب تحریم الدم، روایت نمبر3973)

پھر ایک اور حدیث مبارکہ میں بھی اس کی مزید تفصیل ملتی ہے۔ وہ کچھ یوں ہے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجد میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پراگندہ بال اور ہم اس کی آواز سنتے تھے اور سمجھ نہیں آتا تھا جو وہ کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قریب آ گیا تو دیکھا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں۔ اس پر اس نے کہا کیا ان کے علاوہ مجھ پر کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ سوائے اس کے کہ تم نفل پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے بھی۔ اس نے کہا ان کے علاوہ مجھ پر کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ سوائے اس کے کہ تم نفلی روزہ رکھو۔ راوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا اور اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ مگر تم کچھ نفل کے طور پر دو۔ راوی نے کہا اس پر وہ شخص واپس مڑا اور وہ کہہ رہا تھا بخدا! میں نہ اس سے اضافہ کروں گا اور نہ میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کامیاب ہو گیا اگر وہ سچ کہہ رہا ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الایمان، باب الزکوٰۃ من الاسلام روایت نمبر46)

آیئے اب ایک دوسرے پہلو سے مسلمان کی تعریف دیکھتے ہیں۔ امام ترمذیؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے خون اور ان کے مال امن میں رہیں۔ اور نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ مسلمانوں میں کون سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

(جامع ترمذی۔کتاب الایمان، باب ما جاء فی ان المسلم من سلم المسلمون2627)

یہی بات امام ابو داؤد نے بھی کچھ فرق کے ساتھ تحریر کی۔ آپؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان (باتوں) کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الجھاد، باب فی الھجرۃ ھل انقطعت 2481)

اب اسلام کی دوسری تعریف بتا دی کہ منہ سے اقرار کافی نہیں جب تک دل سے بھی روز آخرت پر ایمان نہ ہو گا۔ اب یہاں بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان دو احادیث میں تو روز آخرت کا ذکر نہیں۔ ذرا غور کریں کہ ارکان ایمان میں ایک رکن آخرت پر ایمان تھا یعنی روز محشر پر۔ یعنی ایک ایسا دن بھی آئے گا جس میں اعمال نامے کھولے جائیں گے اور وہاں ہر مظلوم کو اس کا حق دیا جائے گا، اس دن کوئی کسی کو دھوکا نہ دے سکے گا اور نہ قوت بیان کے ذریعہ اپنے حق میں فیصلہ دلوا سکے گا۔ پس اگر اسلام قبول کرلیا ہے اور خدا کو واحد معبود اور خالق مان لیا ہے اور یہ سب آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وساطت سے کیا ہے تو جان لو کہ دنیا میں بھی کسی کو دھوکا نہ دینا اور کسی کا حق نہ مارنا، کیونکہ اس چند روزہ زندگی کے بعد ایک دن ان باتوں کا حساب دینا ہے۔ اگر دنیا میں کسی کو زبان یا ہاتھ سے ایذا دی اور دنیا میں جاہ وحشمت یا طاقت کی وجہ سے سزا سے بچ بھی گئے تو بھی قیامت کے دن جواب دینا پڑے گا۔

ممکن ہے کہ کوئی یہ کہے کہ نماز پڑھنا یا قبلہ کی طرف رخ کرنا تو بعد کے اعمال ہیں۔ تو جو شخص دل سے مسلمان ہو چکا ہو وہ مسلمان ہی کہلائے گا۔

یہ بات نہایت ہی معقول ہے اور عقل ایسی صورتحال کو قبول کرتی ہے کہ عین ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے کسی سابقہ مذہب یا اپنی لا مذہبیت کو چھوڑ کر اسلام میں آنا چاہ رہا ہو مگر اس کو علم نہ ہو کہ کس طرح وہ اسلام قبول کر سکتا ہے۔ تو کیا اس کے لیے چند مخصوص الفاظ کا دہرانا لازم و ملزوم شرط ہے؟ احادیث مبارکہ میں اس بات کی بھی وضاحت ملتی ہے۔ امام بخاریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا اور انہوں نے اُن کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اچھی طرح نہ کہا کہ ہم نے اسلام قبول کیا اور کہنے لگے: ہم صابی ہو گئے۔ ہم صابی ہو گئے (ہم نے اپنا دین بدل ڈالا)۔ اس پر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے آدمی قتل کرنے اور قید کرنے شروع کر دیے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو اُس کا اپنا ہی قیدی دے دیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ یہاں تک کہ ہم نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس پہنچے تو ہم نے آپؐ سے سارا واقعہ ذکر کیا۔ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور آپؐ نے دو بار یہ فرمایا: اے اللہ! میں تیرے حضور بَری ہوں، اس فعل سے جو خالد نے کیا۔

اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شوال 8ہجری میں بنو کنانہ کے قبیلہ بنو جذیمہ کے پاس بھیجا جو مکہ کے قریب یلملم کے اطراف میں آباد تھے اور انہیں وہاں لڑنے کے لیے نہیں بلکہ دعوتِ اسلام کی غرض سے بھیجا تھا۔ یہ قبیلہ اسلام کی طرف راغب تھا۔ اس مہم کا نام یوم الغمیصاء بھی ہے۔ بنو جذیمہ کے ایک مخصوص حصے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور مسلح ہو کر لڑنے لگے۔ جس کی وجہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کا مقابلہ کیا اور شکست ہونے پر وہ قید کیے گئے۔ ان میں سے بعض اپنے آپ کو نرغے میں دیکھ کر صَبَأْنَا صَبَأْنَا کے الفاظ سے اپنے اسلام کا اظہار کرنے لگے۔ صَبَأْنَا کے معنی ہیں: ہم صابی ہو گئے یعنی اپنا دین تبدیل کر لیا۔ آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مکہ مکرمہ میں لفظ صابی سے طنزاً پکارے جاتے تھے اور لوگوں کو اس لفظ سے نفرت دلائی جاتی تھی۔ لڑنے والوں نے واضح طور پر اور انشراح سے اسلام قبول کرنے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ صَبَأْنَا کا لفظ استعمال کرنے لگے۔ اس فقرے سے وہ اپنے آپ کو لڑائی میں قتل سے بچا نہ سکے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغام پر اپنے قیدی قتل نہیں کیے اور آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ جس پر آپؐ نے ہاتھ اُٹھائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیزاری اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو خالدؓ کی اس مذکورہ غلطی سے شدید صدمہ ہوا اور آپؐ نے اس کی تلافی کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا جنہوں نے جا کر ایک ایک بچے کا خون بہا ادا کیا۔ ... اور علاوہ واجبی دیت کے ان کو مزید رقم بھی دی۔ حضرت امام باقر رحمہ اللہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ تلافی نقصان کرنے کا ذکر کیا ہے۔

(فتح الباری۔ جزء8، صفحہ72)

پھر اور بھی احادیث مبارکہ ہیں جن میں وضاحت کے ساتھ ذکر ہے کہ جس نے صرف زبان سے بھی کہہ دیا کہ وہ مسلمان ہے تو اسے مسلمان ہی گردانا گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے ان کے نام مجھے لکھ دو اور ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ کو دیے اور ہم کہنے لگے کیا اب بھی ہمیں ڈر ہے جبکہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں؟ ہم نے اپنے آپ کو آزمائش کے اس زمانے میں بھی دیکھا ہے جب ایک شخص اکیلا نماز پڑھتا اور وہ خوف زدہ ہوتا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجھاد، باب کتابة

الامام الناس 3060)

اب دیکھیں کہ مدینہ میں ایک گروہ منافقین کا تھا، جن میں عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی تھا، مگر آپؐ نے ان سب کو مسلمان ہی تصور کیا۔ نیز جب اس نے آپؐ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اتار دوں، تو آپؐ نے فرمایا نہیں (رہنے دو) لوگ کیا کہیں گے کہ وہ (یعنی آنحضرت ﷺ) اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرواتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب المناقب باب ما ینھی من دعوی الجاھلیۃ)۔

وہاں بھی یہ نہیں فرمایا کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھتا اس کو قتل کر دو۔ اور اس کے زبان سے اقرار کو ہی کافی سمجھا، حتیٰ کہ اس کی وفات پر اس کو اپنی قمیص کفن کے طور پر پہنائی اور اس کے لیے مغفرت کی دعا بھی کی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز، باب الکفن فی قمیص الذی یکف، روایت نمبر 1269)

اس بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب انہوں نے ایک شخص کو جنگ میں قتل کر دیا جب کہ اس نے آخری لمحے پر اسلام کا اقرار کیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو نہایت عزیز تھے ان کے باپ کو آپ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ ایک غزوہ میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک تھے کہ ایک مخالف کے تعاقب میں انہوں نے اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ اب میں قابو آ گیا ہوں تو اس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اسے قتل کر دیا۔ بعد میں کسی شخص نے رسول کریم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔ آپ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو نے کیوں مارا جب کہ وہ اسلام کا اقرار کر چکا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ جھوٹا اور دھوکے باز تھا وہ دل سے ایمان نہیں لایا صرف ڈر کے مارے اس نے اسلام کا اقرار کیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے سخت ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا: کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سچے دل سے اسلام کا اظہار نہیں کر رہا تھا یعنی جب کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں تو تمہارا کوئی حق نہیں تھا کہ تم یہ کہتے کہ تم مسلمان نہیں۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بات پر پھر اصرار کیا اور کہا: یا رسول اللہؐ! وہ تو یونہی باتیں بنا رہا تھا اور نہ اسلام اس کے دل میں کہاں داخل ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اسامہ تم قیامت کے دن کیا جواب دو گے جب اس کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہو گا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی اس ناراضگی کو دیکھ کر اس دن میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں اس سے پہلے کافر ہی ہوتا اور آج مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق ملتی تا کہ رسول کریم ﷺ کو میرے فعل کی وجہ سے اتنا دکھ نہ پہنچتا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ و من احیاھا و مسند احمد بن حنبل جلد5، صفحہ 200، 207)۔

(بحوالہ سیر روحانی۔ جلد دوم، صفحہ 55)

پھر اس کی مثال ایک اور طرح بھی ملتی ہے کہ حضور ﷺ نے زبان سے محض اقرار کو بھی کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لیے کافی سمجھا اور اس بات پر زور نہ دیا کہ جب تک دل سے قبول نہیں کرتا تب تک وہ مسلمان نہیں۔ حضرت سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور سعدؓ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا کہ جو مجھے اُن میں سے زیادہ پسند تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! آپؐ کا فلاں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بخدا میں تو اسے مومن دیکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یا مسلم! اس پر میں تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر جو کچھ میں اس کے متعلق جانتا تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا اور میں نے اپنی بات دہرائی اور کہا آپؐ کا فلاں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بخدا میں تو اسے مومن دیکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یا مسلم! پھر اس کے متعلق جو میں جانتا تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا اور میں نے اپنی بات دہرائی اور رسول اللہ ﷺ نے وہی جواب دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے سعد! میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہوتا ہے اس ڈر سے کہ اللہ اس کو آگ میں اوندھا نہ گرا دے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب اذا لم یکن الاسلام علی حقیقۃ ...، روایت نمبر27)

گویا بتا دیا کہ دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا مگر زبان سے اقرار بھی ان کے مسلمان ہونے کے لیے کافی ہے۔

آیئے اب ایک اور مثال دیکھتے ہیں جہاں بظاہر کلمہ شہادت نہیں بھی پڑھا مگر پھر بھی اس کے اسلام کو آپؐ نے قبول فرمایا۔ حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری ایک لونڈی ہے جسے میں نے زور سے تھپڑ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو میرے لیے سنگین قرار دیا جس پر میں نے عرض کیا کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔ وہ کہتے ہیں میں اسے لے کر آیا۔ آپؐ نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں۔ آپؐ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اسے آزاد

کر دو، یہ مومنہ ہے۔

(سنن ابوداؤد- کتاب الایمان، باب فی الرقبۃالمؤمنۃ3282)

پھر اسی ضمن میں ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ایک شخص ایک سیاہ باندی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یارسول اللہؐ! مجھ پر ایک مومن لونڈی آزاد کرنا واجب ہے۔ آپؐ نے اس (لونڈی) سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپؐ نے اس (لونڈی) سے پوچھا! میں کون ہوں؟ تو اس نے نبی ﷺ اور آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں)۔ آپؐ نے فرمایا اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔

(سنن ابوداؤد- کتاب الایمان، باب فی الرقبۃ المومنۃ3284)

پھر ایک دوسرے پہلو سے دیکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے وفود کو عرب کے مختلف علاقوں میں بھیجا تو ان کو کیا راہنمائی فرمائی۔ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم ایک قوم کے پاس جاؤ گے جو اہل کتاب ہے۔ جب ان کے پاس جاؤ تو انہیں اس طرف بلانا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر دن اور رات میں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں میں لوٹائی جائے گی۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو ان کے عمدہ مالوں کو نہ لینا اور مظلوم کی (بد) دعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

(صحیح بخاری- کتاب الزکاۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء، روایت نمبر1496)

اب ایک اور واقعہ دیکھتے ہیں جہاں ایک قیدی نے اسلام قبول کیا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے اور وہ بنی حنیفہ کا ایک آدمی پکڑ کر لے آئے، جسے ثمامہ بن اُثال کہتے تھے۔ انہوں نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی ﷺ اس کے پاس باہر آئے۔ آپؐ نے پوچھا ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے؟ (یعنی یہ کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا۔) اس نے کہا: محمدؐ! اس بارے میں میری رائے اچھی ہی ہے۔ اگر تم نے مجھے مار ڈالا تو ایسے آدمی کو مارو گے جو خون کر چکا ہے۔ اگر تم احسان کرو تو شکرگزار پر احسان کرو گے۔ اور اگر تم مال چاہتے ہو تو اس سے جو چاہو مانگو۔ ثمامہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا، پھر نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں تو عرض کر چکا۔ اگر آپؐ احسان کریں تو شکرگزار پر احسان کریں گے۔ آپؐ نے اسے پھر ویسے ہی رہنے دیا۔ جب تیسرا دن ہوا۔ آپؐ نے کہا: ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: وہی جو میں کہہ چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کر دو۔ اس پر وہ ایک پانی پر چلا گیا جو مسجد کے قریب تھا اور نہایا۔ پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ محمدؐ! اللہ کی قسم، زمین پر کوئی منہ بھی آپؐ کے منہ سے بڑھ کر میرے نزدیک زیادہ قابل نفرت نہیں تھا مگر آج آپؐ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے دین سے بڑھ کر کوئی دین قابل نفرت نہیں تھا مگر آج آپؐ کا دین تمام دینوں سے بڑھ کر مجھے محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر بھی آپؐ کے شہر سے بڑھ کر میرے لیے قابل نفرت نہیں تھا مگر آج آپؐ کا شہر تمام شہروں سے بڑھ کر مجھے محبوب ہے اور آپؐ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا جب کہ میں عمرہ کا ارادہ کر رہا تھا۔ آپؐ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بشارت دی اور اس کو کہا کہ وہ عمرہ ادا کرے۔ جب وہ مکہ میں پہنچا، کسی کہنے والے نے اسے کہا: تم نے دین بدل ڈالا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں، بلکہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوگیا ہوں اور اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ کی طرف سے گندم کا ایک دانہ بھی ہرگز نہیں آئے گا جب تک کہ نبی ﷺ اس کے متعلق اجازت نہ دیں گے۔

(صحیح بخاری- کتاب المغازی،باب وفد بنی حنیفہ 4372)

کافر لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوتے تھے۔ آیئے اب بیعت لینے کی حدیث مبارکہ بھی دیکھ لیتے ہیں جہاں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ مسلمان ہونے کی کیا شرائط ہیں۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپؐ بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپؐ کی بیعت کرسکوں اور مجھ پر شرائط عائد کر دیں کیونکہ آپؐ سب سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے، اور تم نماز قائم کرو گے اور تم زکوۃ دو گے اور تم مسلمانوں کی خیرخواہی کرو گے اور تم مشرکین سے علیحدگی اختیار کرلو گے۔

(سنن نسائی - کتاب البیعۃ ، باب البیعۃعلی فراق المشرک، روایت نمبر 4182)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت ایک گروہ کے ساتھ کی۔ آپؐ نے فرمایا میں تم سے

اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کا شریک کسی بھی چیز کو نہیں ٹھہراؤ گے اور تم چوری نہیں کرو گے اور تم زنا نہیں کرو گے اور تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور تم کوئی ایسا بہتان نہیں باندھو گے جو تم نے خود اپنے سامنے گھڑا ہو اور تم معروف میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ پس جس نے تم میں سے اپنے عہد کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی غلطی کا مرتکب ہوا پھر اسے اس کی وجہ سے سزا دی گئی تو وہ اس کے لیے پاکیزگی کا موجب ہے اور جس کی اللہ نے پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے ذمہ ہے اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔

(سنن نسائی۔کتاب البیعۃ، باب البیعۃ علی فراق المشرک، روایت نمبر4183)

پس ان سب روایات کو پڑھ کر نہایت ہی وضاحت سے پتا چلتا ہے کہ کسی کے مسلمان ہونے کے لیے دو ہی باتوں کی اہمیت تھی جو کلمہ شہادت کے دو پہلو ہیں یعنی واحد و یگانہ خدا پر ایمان اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان۔ چاہے اس کا اظہار انہی مسنون الفاظ میں ہو یا چاہے دل سے اقرار ہو۔ آنحضرت ﷺ کو تو خدا تعالیٰ نے آپ کی امت کے بارے میں آخری زمانہ تک کی پیشگوئیوں سے نوازا تھا۔ اور انہی پیشگوئیوں کی بنیاد پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرستادہ کے ذریعہ اس کو واپس دنیا میں قائم فرمائے گا۔

(صحیح بخاری۔کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم، روایت نمبر 4897)

اور پھر خود ہی فرمادیا کہ وہ فرستادہ نبی اللہ ہو گا۔

(صحیح مسلم۔کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ 5214)

اس سب کے باوجود آپؐ نے اسلام کی بنیادی اکائی (یعنی کلمہ شہادت) میں کسی بھی اور لفظ کو شامل نہیں کیا۔ یقیناً آپؐ جانتے تھے کہ کسی امتی کے آنے سے آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کے اعزاز میں کسی طرح سے بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 14/ جون 2013ء میں فرماتے ہیں:

’’ہمیں نہ تو ان دنیاوی حکومتوں سے کسی بھلائی کی امید ہے اور نہ رکھنی چاہئے اور نہ ہمیں دائرہ اسلام میں شامل ہونے کے لئے یا مسلمان کہلانے کے لئے کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے، کسی سند کی ضرورت ہے۔ اصل مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مسلمان ہے۔ وہ مسلمان ہے جو اعلان کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شرعی نبی مانتا ہوں، خاتم الانبیاء یقین کرتا ہوں۔ اور اس تعریف کے مطابق احمدی مسلمان ہیں اور عملاً بھی اور اعتقاداً بھی دوسروں سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ پس اس اعلان کے بعد ہمیں زبردستی غیر مسلم بنا کر کچھ بھی ظلم یہ آئینی مسلمان ہم پر کریں یا وہ مسلمان جو آئین کی رو سے مسلمان ہیں، ہم پر کریں، یا حکومتیں اور اُن کے وزراء کی اشیر باد پر ان کے کارندے ہم پر کریں، یہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں گنہگار بن رہے ہیں اور ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب لا رہے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں یقیناً ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے والی ہونی چاہئیں۔ ہر احمدی کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قرب اور اس قرب میں مزید بڑھنا ہی الٰہی جماعتوں کا شیوہ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ یہاں ابھی میں نے آئینی مسلمان کہا تو جن کو اس بات کا پوری طرح پتہ نہیں اُن کے علم کے لئے بتا دوں کہ پاکستان کا آئین یہ کہتا ہے کہ احمدی آئینی اور قانونی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہیں۔ یہ بھی ایک عجیب المیہ ہے بلکہ مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک جمہوری سیاسی اسمبلی اور جمہوری سیاسی اسمبلی کا دعویٰ کرنے والی اسمبلی اور حکومت مذہب کے بارے میں فیصلہ کر رہی ہے۔‘‘

(خطبات مسرور۔جلد11،صفحہ339-340)

پھر اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’ہر احمدی جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آیا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان ہے۔ مسلمان بھی یقیناً ہے اور پکّا مسلمان ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والا بھی ہے۔ اُس کے مسلمان ہونے پر کسی اسمبلی یا سیاسی حکومت کی مہر کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مسلمان ہے جو ان آیات کے مطابق جو مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ اعلان کرے کہ مَیں مسلمان ہوں۔ فرمایا کہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ۔ جو کوئی بھی اپنی تمام تر توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر کر اس کا اعلان کر دے کہ میں مسلمان ہوں تو یہی لوگ مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کوئی دوسرا یہ اعلان کرے کہ تم مسلمان ہو یا نہیں ہو، بلکہ ہر فرد اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا تابع بنا کر پھر اعلان کرے کہ مَیں اپنی مرضی سے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے مجھ پر ڈالی ہے اُسے اُٹھانے کے

لئے تیار ہوں۔ اور پھر دعویٰ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَهُوَ مُحْسِنٌ۔ وہ احسان کرنے والا ہو۔ وہ تمام اعمال احسن طریق پر بجالائے جن کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یہ ذمہ داری ہے جو اُٹھانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پرعمل کرنا ہے۔ اور ہراُس برائی سے بچے جس سے رکنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر یہ حالت ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پھر ایسے شخص پر پڑے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ایسے ہو تو تم میں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہونا چاہئے۔ نیک اعمال پچھلے گناہوں سے بھی مغفرت کے سامان کر رہے ہوں گے اور نیک اعمال کا تسلسل اور باقاعدگی، برائیوں سے بچنا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا، آئندہ کی غلطیوں سے بھی ایک مومن کو بچا رہے ہوں گے۔خوف اور غم سے دُور رکھنے والے ہوں گے۔" (خطبات مسرور۔جلد 11،صفحہ 343-344)

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ہدایت دے کہ وہ وقت کے امام کو پہچانیں اور اس کے جھنڈے تلے آ کر حصن حصین میں آنے والے ہوں اور تباہی سے اپنے آپ کو بچانے والے ہوں۔ نیز اللہ ہمیں بھی حقیقی معنوں میں مسلمان بنائے اور ہم خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ آمین!

*****

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم جام طلعت محمود صاحب اور محترمہ وردہ عفت صاحبہ بریڈ فورڈ جماعت کو مورخہ 13/ مارچ 2024ء کو بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے جس کا نام "عرائیضہ بازغہ محمود" تجویز ہوا ہے۔

یہ بچی مکرم مبارک احمد صاحب مرحوم آف جھنگ، پاکستان اور محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ کی پوتی اور مکرم بشیر احمد ناصر صاحب فوٹو گرافر جماعت احمدیہ کینیڈا اور محترمہ صادقہ پروین صاحبہ، احمدیہ ابوڈ آف پیس کی نواسی ہیں۔

اس ولادت باسعادت کے موقع پر ادارہ مکرم بشیر احمد ناصر صاحب فوٹو گرافر اور ان کے تمام اعزا و اقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اس بچی کو نیک نصیب اور قرۃ العین بنائے، صفاتِ حسنہ سے مزین فعال زندگی عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے۔ آمین!

جلاؤ کیسا؟ گھیراؤ کیسا؟

رسول عربیؐ کی چاہ کر کے تمہارے دل کا بہاؤ کیسا؟
شعار اس کا محبتیں تھا، مگر تمہارا چناؤ کیسا؟

وہ رحمۃ للعالمین ہے، سلامتی ہے پیام اس کا
تم اپنی بستی اجاڑ بیٹھے، تمہارا اس سے لگاؤ کیسا؟

تمہاری غیرت کدھر گئی ہے تمہارے دعوے کہاں گئے ہیں
تم اپنے گھر کو جلا رہے ہو، تمہارے اندر الاؤ کیسا؟

وہ جس نے غیروں کو عزتیں دیں، اسی کا اسمِ عظیم لے کر
تم اپنے لوگوں کو لُوٹ بیٹھے، یہ پیچ کیسے؟؟ یہ داؤ کیسا ؟

مرے نبیؐ کا مقام دیکھو!! مرے نبیؐ کی تو شان دیکھو!!
اگر ہے عشق رسولؐ تم میں، جلاؤ کیسا؟؟ گھیراؤ کیسا؟

اسی کے جھنڈے کو پھر اٹھانے امام مہدیؑ جہاں میں آیا
تمہیں وہ کب سے بلا رہا ہے، قیام کیسا ؟؟ پڑاؤ کیسا؟

فراز !! عشق نبیؐ میں ہم نے سَروں کو تن سے جدا کرایا
کوئی تو ہم سے بھی آ کے پوچھے تمہارے دل پر یہ گھاؤ کیسا؟

(مکرم ا۔ح۔فراز صاحب)

"جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے"

(ملفوظات۔جلد 9،صفحہ 281،ایڈیشن 1984ء)

ٹرانٹو اور اُس کے گرد و نواح میں نمازِ عید الفطر کا سب سے بڑا اجتماع

مکرم محمد اکرم یوسف صاحب نمائندہ خصوصی

10/اپریل 2024ء کو اسلامی دنیا میں عید الفطر کی خوشیاں دوبالا ہوگئیں ایک اضافی خوشی اس بات کی تھی کہ پہلی بار یہ سننے میں آیا کہ تمام عالم میں عید الفطر کی نماز ایک ہی دن یعنی 10/اپریل کو منائی گئی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے احباب نے ٹرانٹو میں دس سے زائد مقامات پر صبح گیارہ بجے نماز عید ادا کی۔ تمام مقررہ نماز سنٹر مکمل طور پر بھر چکے تھے لیکن ہمیشہ کی طرح ہمارا سب سے بڑا اجتماع مسسی ساگا کے انٹرنیشنل سنٹر کے ہال نمبر 5 اور 6 میں ہوا۔ 10/اپریل چھٹی کا دن نہ ہونے کے باوجود اس سنٹر میں لگ بھگ 11760 احباب و خواتین نے نماز عید الفطر ادا کی موسم نہائیت خوشگوار تھا اور درجہ حرارت 15 ڈگری تھا۔

حاضرین کی آمد نماز عید الفطر سے بہت پہلے شروع ہوچکی تھی خدام الاحمدیہ انتہائی مستعدی اور ترتیب سے کار پارکنگ میں نمازیوں کی مدد کے لئے مصروف تھے۔ احباب و خواتین تیزی سے اپنی اپنی عید گاہوں میں جگہیں سنبھال رہے تھے۔ اس دوران بلند آواز میں تکبیرات کا ورد جاری تھا۔

ٹھیک گیارہ بجے نماز کے لئے صفیں درست کرنے کے اعلان کے ساتھ محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی معیت میں نماز عید الفطر ادا کی۔

خطبہ عید الفطر

نماز کے بعد محترم امیر صاحب نے سوا گیارہ بجے انگریزی اور اردو میں خطاب فرمایا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ کے خطاب میں محترم امیر صاحب نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آج صبح کے فرمودہ خطبہ عید الفطر کے اہم نکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

ماہ رمضان تو ختم ہوگیا لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت جاری ہے

حضور انور نے آج صبح عید الفطر کے خطبہ میں ہماری توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مغفرت اور قرب حاصل کرنے کے مواقع ہر وقت جاری ہیں اور اس مبارک ماہ کی ہمیں ہر وقت ضرورت ہے، اس ماہ کے دوران ہماری یہ کوشش تھی کہ خدا تعالیٰ کی قربت زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیں۔ الحمد للہ ہم بہت خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق رمضان کے روزے رکھ سکے، ہم زیادہ باقاعدگی سے روزانہ نمازیں ادا کر سکے، ہم نے قرآن کریم کے مطالعہ اور ترجمے پر غور کرنے کے زیادہ مواقع حاصل کئے اور قران کریم سننے کی توفیق پائی۔ ہم نے نوافل کی ادائیگی میں زیادہ وقت صرف کیا۔ ہم نے خیراتی کاموں پر معمول سے زیادہ خرچ کرنے کی توفیق پائی۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے ہماری شدید خواہش یہ تھی کہ ہمارا رب ہم سے زیادہ قریب ہوجائے۔ اس لئے آج ہم خوش ہیں کہ رمضان ہمارے لئے ایک ٹرینگ کا موقع تھا۔ ہم نے اس ٹرینگ سے افادہ حاصل کیا اور دوران سال اس نظم و ضبط کو قائم کریں گے۔

روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے، روزے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ ہم روزہ سے تقویٰ کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ ہم خدا تعالیٰ کے حکم

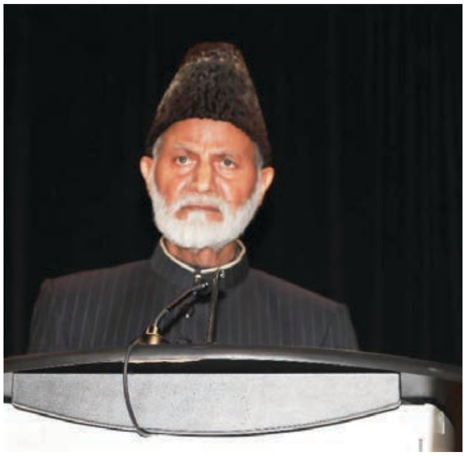

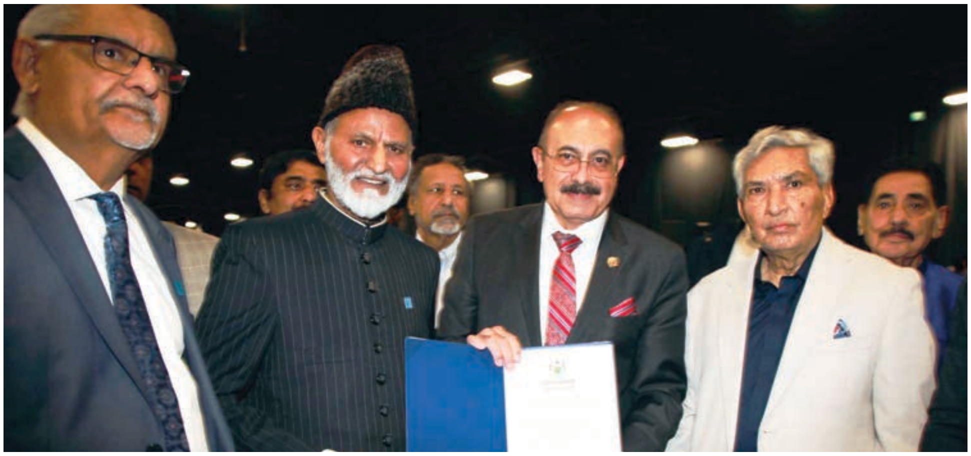

کے مطابق دن کے اوقات میں کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم نے دن بھر پانی بھی نہیں پیا جب کہ پانی موجود تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا۔

ہمیں بھوک لگی تھی، کھانا بھی موجود تھا، لیکن ہم نے نہیں کھایا کیونکہ ہمارے آقا نے فرمایا تھا کہ دن کے دوران کھانا بھی نہیں کھانا۔ جب ہم نے تمام نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا جو جائز تھیں، حلال تھیں، موجود تھیں۔ صرف اس لئے چھوڑا کہ ہمارے آقا نے فرمایا تھا کہ دن کے وقت نہیں کھانا۔ اب وہ چیزیں جو حرام تھیں ان کی طرف ہماری توجہ بھی کیسے جا سکتی ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ہم ان چیزوں کے بارے میں نہ سوچیں جو ہمارے لئے منع ہیں۔ کسی کو دھوکہ دینے کا نہ سوچیں، کسی کا حق مارنے کا خیال تک ذہن میں نہ لائیں، ہر وہ چیز جو ہمارے لئے نئی ہے اس کے حاصل کرنے کی خواہش نہ کریں۔

ہم نیک اعمال بجالا کر اور اطاعت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے احکامات کی پابندی سے اور اطاعت سے راضی ہوتا ہے۔ مثلاً بیمار کو روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یا عید کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر ہم اپنا ہر عمل اس طرح کریں جس سے خدا تعالیٰ ہم سے راضی ہو تو ہمارا ہر عمل عبادت بن جائے گا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد

ہمارے دین کے دو حصے ہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مخلوق کے حقوق۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں صرف دو ہی باتیں لے کر آیا ہوں:

1. ایک یہ کہ انسان کا اپنے پیدا کرنے والے سے جو رشتہ منقطع ہو چکا تھا، اس رشتہ کو دوبارہ استوار کرنے آیا ہوں۔

2. دوسرا یہ کہ انسان اپنی ذمہ داریوں سے باغی ہو چکا تھا جو اس پر دوسرے بنی نوع انسان کی طرف سے عائد ہوتی ہیں، میں وہ دوبارہ قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔

محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ اس حوالہ سے ایک بات میرے ذہن میں یہ آئی کہ رمضان کے ایام میں ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بڑے مواقع نصیب ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک اہم ذمہ داری ہماری معاشرتی ذمہ داری ہے جسے ہم جماعتی طور پر خاطر خواہ رنگ میں ادا نہیں کر سکے۔ وہ مریضوں کی عیادت ہے۔ جماعت کے ایسے ضعیفوں اور عمر رسیدہ احباب کی تیمارداری جو مریض ہیں یا بیمار ہیں۔ ان کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہے۔

مریضوں کی عیادت کے بارے میں ہمارے آقا ﷺ کا حکم

محترم امیر صاحب نے فرمایا ، مریضوں کی عیادت کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ میرے بندے میں بیمار تھا تمہیں علم ہوا کہ میں بیمار ہوں لیکن تم میری عیادت کے لئے نہیں آئے۔ بندہ حیران ہوکر کہے گا کہ اے باری تعالیٰ تو ساری کائنات کا مالک ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تو بیمار ہو۔ اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تجھے علم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ تم اس کی عیادت کے لئے نہیں گئے اگر تم اس کی عیادت کے لئے جاتے تو تم مجھے وہاں پاتے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک اور شخص سے فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! مجھے بھوک لگی تھی میں نے تجھ سے کھانا مانگا، لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا ۔ وہ بندہ حیران ہوکر کہے گا کہ اے باری تعالیٰ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تو بھوکا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ وہ بھوکا ہے۔ لیکن تم نے اسے کھانا نہیں دیا، اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تمہارا اسے کھانا کھلانا ایسا ہی تھا جیسے مجھے کھانا کھلانا۔

اللہ تعالیٰ ایک اور شخص سے فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں پیاسا تھا میں نے تم سے پانی مانگا، تمہارے پاس پانی تھا تم مجھے پانی پلا سکتے تھے لیکن تم نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ اے باری تعالیٰ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تو پیاسا ہو۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تمہارے پاس پانی تھا اور تم اسے پانی پلا سکتے تھے لیکن تم نے اسے پانی نہیں پلایا۔ اگر تم اسے پانی پلاتے تو ایسا ہی تھا جیسے مجھے پانی پلاتے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب البروصلاح، باب عدۃ مریض)

اس حدیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اگر کوئی بیمار ہو اس کی بیمار پرسی کرنا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک طریق ہے۔ محترم ملک صاحب نے اسی موضوع پر ایک اور حدیث جو حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیان کی۔ اور فرمایا کہ اس طرف ہماری توجہ کم ہے۔ نہ صرف جماعت کے تمام شعبوں کی اس طرف توجہ ہونی چاہئے بلکہ اس کی باقاعدہ نگرانی ہونی چاہئے۔ حقیقی عید بھی یہی ہے کہ ہم بیمار لوگوں سے ملنے جائیں اور ان میں خوشیاں بانٹیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

اجتماعی دعا

گیارہ بج کر 37 منٹ پر خطبہ ثانیہ کے بعد محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا سے پہلے مخصوص دعاوں کی طرف توجہ دلوائی :

- آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے مقصد میں کامیابی کے لئے۔
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحت یابی اور اسلام کی ترقی اور قرآن کریم کی حکومت کے جلد قیام کے لئے۔
- ماہ رمضان کے بعد بھی ہم مستقل فیض پانے والے بن سکیں۔
- آج کل کی دنیا کے حالات کی بہتری کے لئے جس سے ہم عالمی جنگ کی آگ سے بچ سکیں۔

آج ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ:

- اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت اور آگ سے بچنے کی صورت صرف دس دن نہیں (عشرے) یا ایک ماہ کے لئے نہیں اس سلوک کی ہمیں مستقل طور پر ضرورت ہے۔
- اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے اور گناہوں کی سزا سے بھی محفوظ رکھے یہ تبھی ممکن ہے جب ہم نیکیوں میں اور حقوق کی ادائیگی میں لگے رہیں۔
- ہر اس کام سے پرہیز کریں جو شیطانی فعل ہے۔
- ہم اپنے ایمان میں روز بروز ترقی کرتے چلے جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بن سکیں۔

(بقیہ صفحہ 27)

مکرم ملک تبسم مقصود صاحب ایڈووکیٹ کا ذکرِ خیر

محترمہ ڈاکٹر فوزیہ مقصود صاحبہ، بریمپٹن سنٹر

12/اپریل 2022ء کو میرے پیارے بڑے بھائی تبسم مقصود ملک صاحب اس جہانِ فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20/ مئی 2022ء کے خطبہ جمعہ میں ان کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔ حضورِ انور نے فرمایا:

"ذکر ہے مکرم ملک تبسم مقصود صاحب کینیڈا کا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کے والد ملک مقصود احمد صاحب 28/ مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں ہونے والے حملے میں شہید ہو گئے تھے۔ والد ملک مقصود احمد شہید کے نانا حضرت ملک علی بخش رضی اللہ تعالیٰ بھوپال والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے 'لیکچر سیالکوٹ' کو سن کر بیعت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ملک تبسم مقصود صاحب نے 1991ء میں اپنی زندگی وقف کی۔ 2006ء میں ان کی ڈیوٹی نظارت امور عامہ میں لگی۔ وہاں آپ نے نائب ناظر امور عامہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پھر 2011ء میں بطورِ مشیر قانونی تحریک جدید مقرر کیا گیا۔ 2016ء میں میری اجازت سے پھر یہ کینیڈا چلے گئے شہداء کی فیملیوں کے ساتھ۔ پہلے تو نہیں جانا چاہتے تھے لیکن میرے کہنے پر چلے گئے۔ کینیڈا میں بھی انہوں نے امورِ عامہ اور جائیداد کے شعبوں میں خدمت کرنے کے علاوہ ناظم دار القضاء کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

مکرم ملک تبسم مقصود صاحب

مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد کا باقاعدگی سے التزام کرنے والے، قرآن کریم سے گہرا لگاؤ رکھنے والے، خلافت سے گہری وابستگی اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ بڑے نیک اور ہمدرد انسان تھے۔

ان کے پسماندگان میں والدہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے ڈاکٹر اطہر (یہ اکلوتے بیٹے ہیں ان کے، ڈاکٹر اطہر احمد) وقف زندگی ہیں اور ان کے داماد عمر فاروق صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں۔ مرحوم، ملک طاہر احمد صاحب امیر جماعت ضلع لاہور کے بھانجے تھے۔

- ان کی بیٹی راضیہ تبسم لکھتی ہیں کہ ایک دفعہ رات کو یہ (تبلیغ کا ان کو بڑا شوق تھا) تبلیغ کے لئے نکلے۔ وہاں ان پر لڑکوں نے حملہ کر دیا۔ بہرحال ان سے بچ بچا کر یہ نکلے لیکن اس لڑائی میں ایک مکہ ان کی آنکھ پر لگا۔ آنکھ زخمی ہو گئی۔ بڑی مشکل سے گھر پہنچے۔ لیکن کسی کو بتایا نہیں۔ کئی سالوں کے بعد جب آنکھ میں دوبارہ تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹروں کو دکھایا تو اس نے کہا یہ پرانی چوٹ کا اثر ہے۔ تب انہوں نے بتایا کہ اس طرح یہ واقعہ ہوا تھا۔ بہرحال اس بات پر خوش تھے کہ میری بینائی کی کمزوری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔
- ملک طاہر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ تبسم مقصود بچپن سے ہی نیکی کا رجحان رکھتے تھے۔ ذیلی تنظیموں اور پھر جماعتی نظام کے تحت خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور نظام جماعت کی اطاعت ان کا شعار رہا۔ بے انتہا منکسر المزاج اور اللہ پر توکل کرنے والے تھے۔ بچوں کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت کی اور ان کو خلافت اور نظام جماعت سے پختہ تعلق قائم کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔
- حافظ محمد اکرم قریشی صاحب نائب وکیل المال ثانی کہتے ہیں کہ میرا ان سے پرانا تعلق ہے۔ ہمسائیگی کا بھی تعلق رہا۔ بڑے مخلص، وفا شعار، ہمدرد، خدمتِ خلق کے جذبے سے ہردم معمور،

خلافت کے شیدائی تھے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر انہیں کامل یقین تھا۔ ایک بار میں نے دیکھا کسی شخص کو عرفانِ الٰہی کے متعلق سمجھا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی عظمت کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک کارکن نے مجھے بتایا کہ مجھے کہا کرتے کہ میری نصیحت ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے یہ مت دیکھو۔ کسی کی مت سنو، بس اپنے ایمان کو بچاؤ۔ خلافت کا دامن مت چھوڑنا۔ اس کے علاوہ کہیں امن نہیں۔

خدام الاحمدیہ کے زمانے میں ہی جماعت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق اور اپنے جان، مال، وقت اور عزت کے ساتھ ہر دم پیش پیش تھے۔ پُھرتیلے جوان تھے۔ چاق و چوبند تھے۔ جسم مضبوط تھا۔ لمبا قد تھا۔ سپورٹس مین تھے اور ساری صلاحیتیں جماعت کی خدمت کے لئے صَرف کرتے تھے۔ چھوٹی عمر میں سپریم کورٹ کی پریکٹس کا لائسنس بھی انہیں مل گیا تھا۔ مختلف نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کا غیر معمولی تجربہ اور صلاحیت تھی اور دنیا کے سفر بھی کئے ہوئے تھے۔ یہ نہیں کہ صرف اپنے حالات میں ہی رہتے تھے لیکن ہمیشہ عاجزی۔ کبھی خود پسندی ان میں نہیں پیدا ہوئی تھی۔ کوئی تفاخر نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ مئی 2022ء)

https://www.alislam.org/urdu/khutba/2022-05-20/

حضور انور فرماتے ہیں: یہاں مجھے مدیر صاحب روزنامہ الفضل کا ایک فقرہ یاد آرہا ہے، "انسان اپنی زندگی اپنے اعمال سے لکھتا خود ہے جسے اس کی وفات کے بعد پڑھتے اس کے لواحقین ہیں۔"

آج تبسم بھائی کو ہم سے رخصت ہوئے ایک سال ہونے کو ہے لیکن ان کی باتیں اور یادیں آج بھی ذہن میں تازہ ہیں۔ وہ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ بے حد خوش اخلاق، شریف النفس، ملنسار، ہر دلعزیز اور محفلوں کی جان تھے۔ دوستوں کے بقول اسم با مسمیٰ تھے۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ، جس سے بھی ملتے، خندہ پیشانی سے ملتے۔ دکھی دلوں کو اپنی نرم اور محبت بھری باتوں سے خوش کر دیتے تھے۔ ماحول کو خوشگوار بنانے اور دوسروں کی تکلیف کو کم کرنے کی کوشش کرتے۔ ان کو کسی سے ناراض یا خفا ہوتے نہیں دیکھا۔ اگر کبھی کوئی سختی یا درشتی سے پیش آ جائے تو کبھی ردِ عمل ظاہر نہ کرتے۔ صلح کروانا، رنجشیں دور کروانا، پیار محبت سے رہنا سکھانا ان کا وصف تھا۔ اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران بھی ان کی کوشش ہوتی کہ باہمی اختلافات دور کروا کے مصالحت کروا دی جائے۔ اس مقصد کے لئے دعا بھی کرتے۔ طلاق وغیرہ کے معاملات میں ان کی کوشش ہوتی کہ گھر ٹوٹنے سے بچ جائیں۔ کچھ جوڑے اس معاملے میں ان کے شکر گزار بھی تھے۔

دوسروں کی عزت نفس کا بہت خیال رکھتے۔ کبھی چھوٹے بڑے کی تفریق نہ کی۔ غریب پرور تھے۔ ان کے ربوہ کے ساتھی بتاتے ہیں کہ خاکروبوں تک کے ساتھ ہمدردی اور شفقت سے پیش آتے۔ دفتر کے غریب کارکنوں کو بھی اپنے گھر مدعو کر لیتے۔ مزے مزے کے کھانے تیار کروا کر اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے۔ مہمان نوازی ان کی فطرت میں تھی۔ دوستوں کو بھی مشروب، چائے، کھانا وغیرہ موقع کے مطابق پیش کرتے۔ دوستی کا دعویٰ ہی نہ کرتے بلکہ اس کا حق بھی ادا کرتے۔

قادیان سے جناب طاہر احمد ناصر صاحب نے لکھا، "تبسم صاحب ایک لمبا عرصہ ہمارے ساتھ قادیان شعبہ استقبال میں جلسہ سالانہ کے موقع پر ڈیوٹی دیتے رہے ہیں۔ ان کا پیار بھرا تعلق بُھلا نہیں سکتا۔" غرض جہاں بھی جاتے اپنی نرم خو طبیعت کی وجہ سے دلوں میں گھر کر جاتے۔

کم عمری ہی سے مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کی عادت تھی۔ اگر گھر پر بھی نماز ادا کرنی ہوتی تو باجماعت نماز کا اہتمام کرتے۔ اپنی شادی کے اگلے روز بھی فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد چلے گئے تو دیگر نمازیوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ ہم تو سوچ رہے تھے کہ آج آپ نہیں آئیں گے۔

درِثمین، کلام محمود، اور دیگر احمدی شعراء خصوصاً چوہدری محمد علی صاحب کا اردو و پنجابی منظوم کلام زبانی یاد تھا۔ خوش گلو تھے اس لئے ہر موقع پر ان سے نظم سنانے کی فرمائش ضرور ہوتی۔ لاہور کے ایک دیرینہ ساتھی محمود صاحب نے لکھا کہ "ایک مرتبہ دار الذکر میں نظم کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ تبسم صاحب کی زیرِ صدارت، میں اس وقت طفل تھا۔ مجھے کوئی نظم زبانی یاد نہیں تھی۔ تبسم صاحب نے کہا کچھ نہ کچھ پڑھ دو۔ میں نے غیر احمدیوں کی لکھی ہوئی "نہ کلیم کا تصور، نہ خیال طور سینا" کے اشعار پڑھ دیئے۔ تبسم صاحب نے بعد میں مجھے تاکید فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کے منظوم کلام یاد کرو۔ یہ بات انہوں نے مجھے علیحدگی میں سمجھائی تھی۔ اس کے بعد ایسی دلچسپی پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیت بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتا رہا۔"

والدین کے ساتھ حد درجہ ادب اور انتہائی پیار سے پیش آتے۔ صلہ رحمی کرتے۔ بھابھی کا کہنا ہے، "وہ ایک محبت کرنے والے شوہر تھے۔ بچوں کے ساتھ

رویہّ دوستانہ تھا۔ نہ صرف بہترین دنیاوی ساتھی بلکہ دینی کاموں میں بھی ساتھ لے کر چلتے تھے۔مثالی شوہر اور مثالی باپ تھے۔"

جوانی میں وصیت کر دی جو کہ زندگی وقف کرنے کے بعد 1/9 حصہ کی کر دی۔ اپنے تین بچوں کو وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل کیا۔اپنے اور اہلِ خانہ کے چندہ جات کی ادائیگی باقاعدگی سے ہر ماہ کے شروع میں کر دیتے۔اپنی زندگی میں ہی حصہ جائید اد ادا کر دیا۔

بھابھی یاسمین طاہرہ بتاتی ہیں کہ شادی کے چند ماہ بعد ہی ان کی بھی وصیت کروائی۔اپنے بچوں کی عمریں جیسے ہی پندرہ سال کی ہوتی،انہیں رسالہ الوصیت اور وصیت کا فارم پیش کر دیتے۔ لہٰذا ساری اولاد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی ہے۔

اوائل عمر سے تبسم بھائی کا مربیان، جماعتی بزرگان اور حفاظ کرام سے محبت وعقیدت کاالگ ہی انداز تھا۔مکرم مولانا عبد المجیب راشد صاحب مربی سلسلہ نے بتایا کہ"1983میں ان کی لاہور تقرری کے دوران تبسم مقصود زعیم حلقہ تھے۔ خدام کو فعال کرنے کے لئے انہوں نے متعدد پروگرام پیش کئے۔ بطور صدر حلقہ بھی یادگار خدمات انجام دیں۔مسجد محمد نگر لاہور کی از سر نو تعمیر و مرمت میں نمایاں کردار ادا کیا۔خود کو ہمیشہ سلسلہ کا ایک ادنیٰ خادم اور خدمتِ دین کوفضلِ الٰہی سمجھتے ہوئے فرائض کی ادائیگی کی۔ ہمیشہ تاکید کرتے کہ خلیفۃ المسیح کی اطاعت میں زندگی گزارنا۔محبت اور وارفتگی کی رَو میں کہتے،"ان کی غلامی نہ چھوڑنا۔"

واقف زندگی ڈاکٹر عبد الوحید صاحب نے لکھا کہ"جب وہ قائدضلع تھے تو تبسم مقصود صاحب بطورمربی اطفال خدمت کی توفیق پاتے رہے انہوں نے پورے ضلع لاہور میں اطفال کے تربیتی پروگرام بنائے اور نہایت احسن رنگ میں ایک باپ کی طرح ان کی تربیت کرتے رہے۔"

انہوں نے مزید لکھا کہ"پاکستان میں شعبہ تعلیم اورشعبہ ایثار میں خدمت کی توفیق پائی۔ دوران میٹنگ ان سے کئی بارنظم سنی گئی۔ اشعار میں خلافت سے پاکستان میں محرومی کا ذکر آیا تو اشکبار ہو گئے۔ خاکسار جب افریقہ سے پاکستان آیا تو مجھے کچھ ایمان افروز واقعات بیان کرنے کے لئے کہا۔سن کر فرمانے لگے آپ خوش قسمت ہیں کہ میدانِ عمل میں خدا تعالیٰ کی نصرت اور خلافت کی برکات سے فیضیاب ہوئے۔ گلے لگا کر رونے لگے اور خواہش ظاہر کی کہ کاش مجھے بھی موقع مل سکے اور خلافت کی قربت سے فیضیاب ہوسکوں۔"

جامعہ احمدیہ ربوہ کے غیر ملکی طلباء سے بھی دوستی کا تعلق تھا۔خصوصاً انڈونیشین طالب علموں سے بھائیوں جیساسلوک تھا۔جن میں سے کچھ نام مجھے یاد ہیں۔مربی خیرالدین باروس صاحب مرحوم، مولانا عبد الباسط صاحب مرحوم، مرزوقی صاحب، اور معصوم صاحب وغیرہ۔ ربوہ اور لاہور میں اپنے گھر پر انہیں مدعو کرتے رہتے۔میری والدہ ڈاکٹر شمیم ملک صاحبہ بھی ان سب کی میزبانی کرتیں اور ان کے ساتھ پاکستان آنے والے انڈونیشین مہمان خواتین کا بھرپور استقبال کرتیں اورمہمان نوازی کا پورا حق ادا کرتیں۔

خیر الدین صاحب مرحوم نے تبسم بھائی سے فرمائش کی کہ مولانا مودودی صاحب سے ملوائیں۔ ملاقات پر خیر الدین بھائی نے بڑے احسن طریق سے تبلیغ کی اور جماعت احمدیہ کا مؤقف بیان کیا۔مولانا کو امام مہدی کے آنے کے نشانات بتائے،غرض مولانا کو لاجواب کر دیا تھا۔

مشکل حالات میں بھی کبھی انہیں گھبراتے نہیں دیکھا۔ کسی بھی پریشانی میں دعاؤں پر زور دیتے۔خود خلیفہ وقت، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب رشتہ داروں و دوستوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے۔ نڈر اور مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔ بہت دلیر تھے۔ 1974ء کے سنگین حالات میں کم عمری کے باوجود گھر کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی۔ ربوہ ایک کلاس پر گئے تو اس سال بہت بڑا سیلاب آیا۔ جماعتی نظام کے تحت بہت دنوں تک سیلاب زدگان کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ایک دفعہ گھر میں چور آ گئے۔ان کی بہادری اور حکمت عملی کی وجہ سے چور گھر کا قیمتی سامان سامنے والی گراؤنڈ میں چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔

سچائی سے پیار تھا۔ جان چلی جائے مگر جھوٹ بولنا گوارا نہ تھا۔ جج بننے کی بھی پیشکش ہوئی مگر احمدیت آڑے آئی لیکن کوئی ملال نہ تھا۔کوئی بھی قانونی مشورہ لینے آتا، نیک نیتی سے ہمدردی سے رہنمائی کرتے۔ کبھی فیس کا تقاضا نہ کیا۔ رات ہو یا دن یا آرام کے اوقات کبھی کسی سائل کو رابطہ کرنے سے منع نہیں کیا۔ بہت سے لوگوں نے ان کی وفات کے بعد بتایا کہ بغیر معاوضہ اور کسی لالچ کے ان کی قانونی رہنمائی کی۔ بہترین مشورے دیئے۔ داد رسی کی اور حق دلوانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔

وسیع دینی و دنیاوی معلومات رکھتے تھے۔ ہر موضوع پر دسترس حاصل تھی۔ گفتگو ہمیشہ پاکیزہ، تقویٰ کے معیار کے مطابق، اور مذہب کے دائرے میں رہ کر کرتے۔فضول گوئی پسند نہ تھی۔ برائیوں سے روکنے کے لئے اصلاحی واقعات سناتے ۔علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایم اے، ایل ایل۔بی کرنے کے بعد پاکستان اور لندن سے قانون کے شعبے میں مزید امتحانات پاس کئے۔ یہاں کینیڈا میں بھی پیرا لیگل Para legal اور امیگریشن کنسلٹنٹ Immigration consultant کے کورسز پاس کئے۔

نہایت صابروشاکر تھے۔ ان کے حوصلے چٹان کی طرح مضبوط تھے۔ والد صاحب کی شہادت پر حوصلہ و برداشت کی مثال تھے۔ جنازہ، تدفین وغیرہ کے معاملات میں عزیز و اقارب کی دل جوئی کرتے رہے بلکہ دیگر

شہداء کے ورثاء کے ساتھ بھی ہمدردی کرتے اور ہمت بندھاتے رہے۔

خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے اور قناعت پسند تھے۔ اپنی بیماری کا مقابلہ انتہائی بہادری اور صبر سے کیا۔ دنیا میں بھی نہ کسی سے کبھی شکوہ کیا نہ گلہ۔ جب بھی طبیعت کا پوچھا، جواب تھا، الحمد للہ اور زبان پر ذکرِ الٰہی جاری تھا۔

میری والدہ محترمہ پروفیسر ڈاکٹر شمیم ملک صاحبہ بھی 27/جنوری 2023ء کو ہمیں داغِ مفارقت دے گئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 10/مارچ 2023ء میں ان کا ذکرِ خیر کیا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میرے والدین اور پیارے بھائی کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے ساتھ وہ سلوک فرمائے جو وہ اپنے پیاروں کے ساتھ کرتا ہے۔ آمین!

بقیہ از ٹرانٹو اور اُس کے گردونواح میں نماز عید الفطر کا سب سے بڑا اجتماع

- بعض لوگ باہر تو غریبوں پر خرچ کر لیتے ہیں مگر اپنے اہل خانہ پر خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں یہ بات ان کے نیک اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔ اپنے عزیزوں دوستوں اور ہمسائیوں کا خیال رکھیں، اللہ تعالیٰ کی دلوں پر نظر ہے۔

محترم امیر صاحب نے عید کی نماز میں شامل تمام احباب وخواتین کو عید مبارک کہتے ہوئے فرمایا:

- پاکستان کے احمدیوں کو یاد رکھیں۔
- اسیران راہ مولا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کی رہائی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔
- یمن کے مظلوم اسیران کی رہائی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔
- امت مسلمہ کو ایک ہونے کے لئے۔ فلسطینوں کے حقوق دلوانے کے لئے۔
- سوڈان اور فلسطین میں غربت کے خاتمے کے لئے۔

پونے بارہ بجے اجتماعی دعا کے بعد احباب جماعت خوشی اور مسرت کے جذبات میں عید ملنے کی روایتی تقریب میں شامل ہو گئے۔

بقیہ از حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

یہ وہ قابل قدر مقام تھا جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حاصل تھا۔

نوٹ: اس مضمون کے لیے حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شہرہ آفاق کتاب ”تاریخ افکار اسلامی“ کے صفحہ 111 تا 133 سے استفادہ کیا گیا ہے۔

*****

آنکھیں سجدے میں ہوں نم

آنکھیں سجدے میں ہوں نم
صدمے ہو جائیں گے کم

پھول اُس کے کِھل جائیں گے
جس کی مٹی ہوگی نم

چہرہ وہ روشن ہوگا
ماتھا جس کا ہوگا خم

یار نہ ہووے مجھ سے دُور
مجھ کو ہے بس ایک ہی غم

اُس کو کوئی کیا مارے گا
جس پر ہو اللہ کا کرم

ہوں مرشد کے چرنوں میں
وقت وہیں پر جائے تھم

اُس کے آنے کا سن کر
حال مرا من می رقصم

(مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب)

اولاد کو خدا تعالیٰ کے فرماں بردار بنانے کی سعی اور فکر کریں

پھر ایک اَور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرماں بردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدّ نظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ (ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 372، ایڈیشن 1984ء)

اعلانات برائے دعائے مغفرت

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہِ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

مکرم داؤد احمد چوہدری صاحب

24/ اپریل 2024ء کو مکرم داؤد احمد چوہدری صاحب حلقہ وڈبرج ساؤتھ 90سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

27/ اپریل 2024ء کومسجد بیت الحمد میں نماز ظہر کے بعدمرحوم کا مختصر ذکر خیر کیا گیا۔مکرم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی اور29/اپریل کو تین بجے نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔مرحوم حضرت محمد ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور حضرت محمد غلام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔اور مکرم مولانا نذیر احمد مبشرؔ صاحب مبلغ سلسلہ گولڈ کوسٹ، غانا، مغربی افریقہ کے بھتیجے تھے۔مرحوم نیک، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں بیوہ محترمہ منعمہ داؤد صاحبہ پاکستان، تین بیٹے مکرم مقصود چوہدری صاحب امریکہ ، مکرم مجاہد چوہدری صاحب وان، مکرم منصور چوہدری صاحب مارکھم، ایک بیٹی محترمہ مریم چوہدری صاحبہ وان اور ایک بھائی مکرم بشارت احمد چوہدری صاحب رچمنڈہل یادگار چھوڑے ہیں۔

محترمہ نصرت جہاں صاحبہ

27/ اپریل 2024ء کو محترمہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسمیع اسلم صاحب حلقہ سکاربروساؤتھ 79سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

یکم/مئی 2024ء کومسجد بیت الحمد میں نماز مغرب کے بعدمرحومہ کا مختصر ذکر خیر کیا گیا۔مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب جماعت نے شرکت کی اور اگلے روز 2/ مئی کو ایک بجے تھورنٹن قبرستان آشواہ میں تدفین ہوئی اور مکرم عمر اکبر صاحب مربی سلسلہ ڈرہم نے دعا کرائی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ موصیہ تھیں۔ نیک، صالحہ ، صوم وصلوٰۃ کی پابند ، تہجد گزار ، داعی الی اللہ تھیں۔سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ کے فرائض انجام دیتیں۔لجنہ اماء اللہ سکاربرو کے لئے بہت سی تاریخی دستاویزات تیار کیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں شوہر مکرم عبدالسمیع اسلم صاحب، دوبیٹے مکرم حفیظ عمران صاحب ڈرہم ویسٹ ، مکرم رضوان اسلم صاحب ٹرانٹو ، دوبیٹیاں محترمہ امۃ الواسع صاحبہ سکاربرو، محترمہ شوکت جہاں صاحبہ سوٹزرلینڈ اور ایک بھائی مکرم انور محمود کھوکھر صاحب جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم احد علی حشمت صاحب

28/ اپریل 2024ء کو مکرم احد علی حشمت صاحب وِنڈسر جماعت 19سال کی عمر میں اچانک موٹر سائیکل کے حادثہ میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کہ کفِ دست ساقی چھلک پڑا

یکم/مئی 2024ء کومسجد بیت الاحسان کے احاطہ میں ساڑھے گیارہ بجے مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا۔مسجد بیت الاحسان میں نماز ظہر کے بعد ان کا ذکر خیر کیا گیا اور مکرم ذی شان مظفر احمد صاحب مربی سلسلہ ونڈسر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی اور اس کے بعد ونڈسر میموریل گارڈن قبرستان میں دو بجے تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کرائی۔مرحوم ، مکرم حشمت بھٹی صاحب کے صاحبزادے تھے۔ونڈسر یونی ورسٹی میں بزنس اینڈ لا کے دوسرے سال کے طالب علم تھے۔آپ نہایت مخلص اور ہر دل عزیز نوجوان تھے ،نیک،صوم وصلوٰۃ کے پابند ، جماعت کے فعال رکن تھے۔خوش مزاج،ہمدرد وخیرخواہ، ملنسار اور خلیق تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں غم گسار والدمحترم حشمت بھٹی صاحب، والدہ محترمہ سعدیہ حشمت صاحبہ، ایک بھائی مکرم فیض حشمت صاحب، دو بہنیں محترمہ ردا حشمت صاحبہ، محترمہ فضہ حشمت صاحبہ اور تایا مکرم عظمت بھٹی صاحب ملٹن ایسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

محترمہ خورشید عطاء صاحبہ

2/مئی 2024ء کو محترمہ خورشید عطاء صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم ٹرانٹو جماعت 87سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

5/ مئی 2024ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز مغرب کے بعد مرحومہ کا ذکر خیر کیا گیا اور مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 6/ مئی کو تھورنٹن قبرستان آشواہ میں ایک بجے تدفین ہوئی اور مکرم محمد اسحٰق ساجد صاحب لوکل امیر جماعت احمدیہ ٹرانٹو نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مرزا صفدر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی اور صحابی حضرت مرزا صالح علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ، نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، خوش مزاج، خلیق، ملنسار، غریب پرور خاتون تھیں۔ نہایت علم دوست اور قرآن کریم کا فہم رکھنے والی لجنہ کی فعال رکن تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کو درس القرآن دیا کرتی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ پاکستان اور کینیڈا میں مختلف حیثیتوں سے خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ مرحومہ کے متعدد علمی اور تحقیقی مضامین ماہنامہ مصباح ربوہ اور سہ ماہی مجلہ النساء لجنہ اماء اللہ کینیڈا میں شائع ہوتے رہے۔ خلافت کے ساتھ نہایت اخلاص اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔

پسماندگان میں عین اسی دن یعنی 2/ مئی کو مرحومہ کے سب سے چھوٹے بھائی امریکہ میں مکرم مرزا ہارون علی صاحب وفات پاگئے اور دوسرے بھائی مکرم بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر مرزا ارشاد علی صاحب امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ، محترمہ شکیلہ طاہر صاحبہ سابقہ ایڈیٹر مجلہ النساء کی پھوپھی جان تھیں۔

محترمہ زاہدہ یونس صاحبہ

18/ مئی 2024ء کو محترمہ زاہدہ یونس صاحبہ اہلیہ مکرم یونس احمد ملک صاحب ٹرانٹو ویسٹ جماعت 65 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

20/ مئی 2024ء کو مسجد بیت الحمد میں نماز مغرب کے بعد مرحومہ کا مختصر ذکر خیر کیا گیا۔ مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 21/ مئی کو تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم افتخار عالم صاحب صدر حلقہ ویسٹن ساؤتھ نے دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ حضرت میاں محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ علالت کے باوجود پنج وقت نماز کی پابند تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت روز کا معمول تھا۔ ہمدرد وخیر خواہ، مثالی بیوی اور بچوں کی مثالی والدہ تھیں۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں شوہر مکرم یونس احمد ملک صاحب، ایک بیٹی محترمہ سعدیہ عمران صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ، دو بھائی مکرم مبارک احمد صاحب جرمنی، مکرم مبشر احمد صاحب نیوزی لینڈ، ایک ہمشیرہ محترمہ رقیہ جمیل صاحبہ ملائیشیاء یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم ملک مظفر خاں جوئیہ صاحب

22/ مئی 2024ء کو مکرم ملک مظفر خاں جوئیہ صاحب پیس ویلج جماعت 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

24/ مئی 2024ء کو نماز جمعہ سے قبل ایوان طاہر میں مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا۔ احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی اور ان کے پسماندگان سے تعزیت کی۔ مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کے اوصاف حمیدہ، اخلاص، صدق ووفا اور بزرگی کا ذکر فرمایا۔ مکرم مولانا عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن یہاں تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں احباب وخواتین نے بڑی کثرت سے شرکت کی مسجد کا اندرونی حصہ اور باہر کا احاطہ کچھا کچھ بھرا ہوا تھا۔ جنازہ کے فوراً بعد تین بجے نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت کا جم غفیر تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 14/ جون 2024ء میں ان کا ذکر خیر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم موصی تھے۔ آپ کو فسادات پنجاب 1953ء کے موقع پر عین ہنگامی حالات میں احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس روز سے لے کر تام آخر تک انتہائی اخلاص، جانفشانی، محبت، عقیدت وارادات کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہے۔ متبسم چہرہ، شریف النفس، سادہ، منکسر المزاج، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نیک، صالح اور بہت دعا گو بزرگ تھے۔ ہر دلعزیز، بہت پیار کرنے والے، ہمدرد اور خیر خواہ، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والے، دوسروں کی ضرورتوں کا خیال رکھنے والے خاموش کارکن تھے۔ تین دفعہ یونین کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور اپنے گاؤں ٹھٹھہ جوئیہ کے نمبردار بھی تھے۔ نہایت صلح جو اور معاملہ فہم تھے۔ مرحوم کا خلافت کے ساتھ انتہائی محبت، اخلاص، صدق ووفا کا گہرا اور مثالی تعلق تھا۔ جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اپنے بچوں کی دینی لحاظ سے بہت اعلیٰ تربیت کی۔ آپ کے صاحبزادے مکرم محمد مطیع اللہ جوئیہ صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ اور مکرم سعادت احمد جوئیہ صاحب نیشنل سیکرٹری زراعت جماعت احمدیہ کینیڈا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بچوں نے بڑی محبت سے مرحوم کی بے لوث خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔

پسماندگان میں پانچ بیٹے مکرم محمد نصر اللہ جوئیہ صاحب، مکرم محمد ظفر اللہ جوئیہ صاحب پیس ویلج، مکرم ملک رحمت اللہ صاحب، مکرم سعادت احمد جوئیہ صاحب وان، مکرم محمد مطیع اللہ جوئیہ صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ

، دو بیٹیاں محترمہ ساجدہ مظفر صاحبہ اہلیہ مکرم ثناء اللہ جوئیہ صاحب اور محترمہ بدر نوشین صاحبہ اہلیہ مکرم انور خاں جوئیہ صاحب وان جماعت یادگار چھوڑی ہیں ۔ ماشاء اللہ مرحوم کا بہت بڑا خاندان ہے جو کینیڈا میں مقیم ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب ہی خوش حال ہیں اور جماعت سے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں۔سارا خاندان ہی ایک قابلِ رشک فیملی ہے۔

مکرم عبد الصبوح ملک صاحب

24/ مئی 2024ء کو مکرم عبد الصبوح ملک صاحب وان جماعت 88سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

27/ مئی 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں ان کا چہرہ دکھایا گیا۔اور احباب جماعت نے ان کے پسماندگان سے تعزیت کی ۔مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نمازمغرب اور عشاء کے بعد مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ اوراگلے روز 28 مئی کو نیشول قبرستان میں بارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ وان نے دعا کرائی۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزاواقارب نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم بھیرہ کے حضرت حافظ غلام محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے ۔ یادرہے کہ حضرت حافظ صاحبؓ ، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی تھے ۔مرحوم ملک صاحب ، مشہور شاعر ملک عبد اللطیف ظہورؔ صاحب کے صاحبزادے تھے جو نغمات احمدیت کے مصنف تھے۔ اور مکرم ڈاکٹر ملک عبد الغنی صاحب کے پوتے تھے ۔مرحوم ، جماعت احمدیہ کینیڈا کے ابتدائی باسیوں میں تھے۔1970ء میں ان کا گھر ہی جماعت کا نماز سینٹر تھا۔ نہایت مخلص احمدی تھے ۔صوم وصلوٰۃ کے پابند ، مسجد بیت الاسلام میں جمعہ کی نماز کے لئے باقاعدگی سے آتے تھے۔ ہمدرد وخیر خواہ اور ملنسار تھے ۔خوش مزاج اور باغ وبہار طبیعت کے مالک تھے ۔خلافت سے اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ماشاء اللہ ان کا بہت بڑا خاندان ہے ۔ سعادت مند بچے ہیں ۔ انہوں نے اپنے والدین کی بہت خدمت کی ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل دے ۔

پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم نبیل ملک صاحب اوک ول ، ایک بیٹی محترمہ اسماء سونیا واجدی صاحبہ وان ، پانچ بھائی مکرم ملک عبد الفاروق صاحب وان ، مکرم عبد الرشید ملک صاحب آزاد امریکہ ، مکرم عبد المسعود ملک صاحب ونڈسر ، مکرم عبد الرؤف ملک صاحب ٹرانٹو ، مکرم عبد المحبوب ملک صاحب وان، دو بہنیں محترمہ امۃ القیوم ملک صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا بشارت احمد امروہی صاحب مرحوم اور محترمہ شاہین ناصر ملک صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد ناصر صاحب مرحوم ونڈسر یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ شاہین اقبال میاں صاحبہ

28/ مئی 2024ء کو محترمہ شاہین اقبال میاں صاحبہ اہلیہ مکرم محمد نصیر میاں صاحب مرحوم آف احمدیہ ابوڈآف پیس 70سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

31/ مئی 2024ء کو ایوان طاہر میں نماز جمعہ سے قبل خواتین کے حصہ میں مرحومہ کا چہرہ دکھایا گیا۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت نے مرحومہ کے ورثاء سے تعزیت کی ۔ نمازجمعہ کے بعد مرحومہ کا مختصر ذکر خیر کیا گیا۔ مکرم مولانا عبد الرشید انور صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ اور اس کے بعد نیشول قبرستان میں تین بجے تدفین ہوئی اور مکرم مشنری انچارج صاحب نے ہی دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ موصیہ تھیں ۔ نہایت نیک ، صالحہ ، صوم وصلوٰۃ کی پابند ، خلیق، ملنسار، ہمدرد وخیر خواہ ، صابر وشاکر اور بلند حوصلہ والی مثالی خاتون تھیں ۔ انہوں نے اپنے بچوں کی بہت اچھی تعلیم وتربیت کی ۔ نظام جماعت اور خلافت سے محبت پیدا کی ۔آپ کو سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ ابوڈآف پیس خدمات بجالانے کی توفیق ملی ۔ آپ کا خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔

مرحومہ کے میاں ، محترم محمد نصیر میاں صاحب مرحوم سب سے پہلے کینیڈا آئے تھے ۔ اس زمانہ میں جماعت بہت چھوٹی تھی اس لئے شروع شروع میں لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو آپ لوگوں کی بہت مدد کیا کرتے تھے ۔ بہت ہی ہمدرد وخیر خواہ تھے ۔ انصار اللہ کے اجتماع میں کھیلتے ہوئے دل کا دورہ پڑا اور جان بحق ہو گئے ۔

پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم محمد رافع میاں صاحب، احمدیہ ابوڈآف پیس، محترمہ سمیرا میاں صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب احمدیہ ابوڈآف پیس، بہنوئی مکرم میاں محمد سلیم صاحب رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس ، سات بہنیں محترمہ طاہرہ بشیر صاحبہ امریکہ ، محترمہ نصرت پروین صاحبہ پیس ویلج، محترمہ خالدہ قاضی صاحبہ احمدیہ ابوڈآف پیس ، محترمہ عذرا سلیم میاں صاحبہ پیس ویلج ، محترمہ زوبیہ الٰہی صاحبہ پاکستان ، محترمہ سعدیہ سلطانہ صاحبہ بریمپٹن ایسٹ ، محترمہ فوزیہ شیخ صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم بشیر احمد خالد صاحب

30/ مئی 2024ء کو مکرم بشیر احمد خالد صاحب آف سکاربرو 86سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

یکم / جون 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں ان کا چہرہ دکھایا گیا۔اور احباب جماعت نے ان کے پسماندگان سے تعزیت کی ۔مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نمازظہر کے بعد مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ

پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ اس کے بعد تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم محمد اسحاق ساجد صاحب لوکل امیر ٹرانٹو جماعت نے دعا کرائی ۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزاواقارب نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور جمعہ ادا کرنے کے لئے باقاعدگی سے نماز کے سینٹر میں آتے ۔ ہمدرد وخیرخواہ، غریب پرور، دوسروں کاخیال رکھنے والے تھے ۔خلافت کے ساتھ اخلاص اوروفا کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نسرین احمد صاحبہ، ایک بیٹا مکرم جنید احمد صاحب، ایک بیٹی سیما طلادیا صاحبہ اور ایک بھائی مکرم ناصر احمد صاحب ٹرانٹو یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم غلام احمد صاحب

2/ جون 2024ء کو مکرم غلام احمد صاحب پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ 92سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

5/ جون 2024ء کو ایوان طاہر میں ساڑھے سات بجے ان کا چہرہ دکھایا گیا۔اور احباب جماعت نے ان کے پسماندگان سے تعزیت کی۔مسجد بیت الاسلام میں مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم صادق احمد صاحب مربی سلسلہ وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ اگلے روز6/ جون بارہ بجے کوسینٹ پال پائن ویلی قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم عزیزاللہ چوہدری صاحب لوکل امیر پیس ویلج نے دعا کرائی ۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزاواقارب نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مالی قربانیوں میں پیش پیش رہے ۔قرآن کریم سے محبت تھی بڑی باقاعدگی تلاوت کیا کرتے ، دعاگو بزرگ تھے ۔بچوں کے دلوں میں خلیفۂ وقت کی محبت اور اطاعت پیدا کی ۔ آپ کاخلافت کے ساتھ صدق ووفا کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں تین بیٹے مکرم اختر محمود صاحب، مکرم شاہد محمود صاحب جرمنی، مکرم وسیم احمد صاحب پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ، دو بہنیں محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اور محترمہ بشیراختر صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ صادقہ اختر صاحبہ

8/ جون 2024ء کومحترمہ صادقہ اختر صاحبہ اہلیہ مکرم پرفیسر کرامت اللہ راجپوت صاحب مرحوم ملٹن ایسٹ جماعت 78سال کی عمر میں وفات پاگئیں ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

10/ جون 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں پونے آٹھ بجے مرحومہ کا چہرہ دکھایا گیا۔اور احباب جماعت نے ان کے پسماندگان سے تعزیت کی ۔مسجد بیت الحمد مسس ساگا مغرب وعشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحومہ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایااوران کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے کثرت سے شرکت کی ۔ اگلے روز11/ جون بارہ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزاواقارب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ حضرت میاں جان محمد حیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی اورحضرت پیر اکبر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جید صحابہ میں حضرت حافظ روشن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑانام ہے۔حضرت پیر اکبر علی صاحبؓ ان کے بڑے بھائی تھے۔

مرحومہ نہایت مخلص احمدی، نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم سے بے حد محبت، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتیں ۔ صلہ رحمی، صدقہ وخیرات کرنے اورعلم وہنر کو فروغ دینے والی خاتون تھیں ۔اپنے خاندان کی وحدت ویکجہتی قائم کرنے میں ان کا نمایاں کردار تھا۔ جماعت احمدیہ میں ان کی خدمات مثالی ہیں ۔مرحومہ کے شوہر نامدار پروفیسر کرامت راج صاحب مرحوم کراچی کے علمی اور ادبی حلقوں میں بہت معروف تھے ۔ ہر دلعزیز استاد، ماہر تعلیم اورمعروف شاعر تھے ۔ ان کے مضامین علمی اور ادبی رسالوں شائع ہوتے رہے ۔ کراچی میں بچوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہاں پر بھی سب بچے جماعت سے اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں اور خدمت سے وابستہ ہیں ۔مرحومہ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ خداتعالیٰ کے فضل سے ان کے صاحبزادے مکرم صفی احمد راجپوت صاحب ریجنل امیر ہالٹن نیاگراہیں ۔علم وادب اور عجزونیاز کے پیکر ہیں۔علم دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ۔نہایت خلیق، ملنسار اور ہمدردوخیرخواہ ہیں ۔ ریڈیو احمدیہ کے میزبان اور Ask Islam پروگرام بڑی کامیابی سے چلارہے ہیں ۔ ایک عرصہ سے جماعت کی میڈیا کی خدمت کررہے ہیں۔

پسماندگان میں دو بیٹے مکرم صفی احمد راجپوت صاحب ملٹن ایسٹ، مکرم توصیف احمد راجپوت صاحب جرمنی، تین بیٹیاں محترمہ ڈاکٹر نورافروز صاحبہ ملٹن ایسٹ، محترمہ گل افروز صاحبہ اہلیہ مکرم انعام اللہ راجپوت صاحب بریڈفورڈ ویسٹ، محترمہ غازیہ راجپوت صاحبہ اہلیہ مکرم ذی شان راجپوت صاحب جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم کوکب جاوید صاحب

9/ جون 2024ء کو مکرم کوکب جاوید صاحب ملٹن ایسٹ جماعت 67سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

12/ جون 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں پونے

آٹھ بجے ان کا چہرہ دکھایا گیا۔ دوستوں نے پسماندگان سے تعزیت کی ۔مسجد بیت الحمد میں مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ اگلے روز 13؍جون تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم صفی احمد رجپوت صاحب ریجنل امیر ہالٹن نیاگرا نے دعا کرائی۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزا و اقارب نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک ، صالح ، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ جمعہ کی نماز بڑی باقاعدگی سے سینٹر میں ادا کرتے اور جماعت کے جلسوں میں شرکت اور کاموں میں حصہ لیتے۔ آپ کا خلافت سے تعلق تھا۔

پسماندگان میں دو بیٹیاں محترمہ ھبہ نور جاوید صاحبہ اور محترمہ مدیحہ جاوید صاحبہ اوک ول ، ایک بھائی مکرم شاہد منصور صاحب پاکستان ، دو بہنیں محترمہ فرح احمد صاحبہ سینٹ کیتھرین ، محترمہ شیلہ شبنم صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ صادقہ رفیق صاحبہ

22؍جون 2024ء کو محترمہ صادقہ رفیق صاحبہ اہلیہ مکرم محمد رفیق اختر صاحب حدیقہ احمد جماعت 84سال کی عمر میں وفات پا گئیں ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

24؍جون 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں ان کا چہرہ دکھایا گیا۔ اور احباب جماعت نے ان کے پسماندگان سے تعزیت کی۔ مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز ظہر کے بعد مرحومہ کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ اور اس کے بعد تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزا و اقارب نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ حضرت محمد اکبر قریشی اور حضرت منشی محمد عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی پوتی اور نواسی تھیں۔ آپ نیک ، صالحہ ، صوم وصلوٰۃ کی پابند ، تہجد گزار ، دعا گو خاتون تھیں ۔ پاکستان میں اپنے حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ تھیں ۔خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں شوہر مکرم محمد رفیق اختر صاحب حدیقہ احمد ، تین بیٹے مکرم عبد الباری صدیقی صاحب جرمنی ، مکرم عبد الباسط صدیقی صاحب بریمپٹن ویسٹ اور مکرم عبد السلام صدیقی صاحب بیری ساؤتھ جماعت، مکرم انس احمد صدیقی صاحب Innisfil جماعت، مکرم حسان سرمد صدیقی صاحب امریکہ ، دو بیٹیاں محترمہ آنسہ عاطف صاحبہ ، محترمہ آمنہ رفیق صاحبہ حدیقہ احمد ، تین بھائی مکرم نصیر احمد صدیقی صاحب بریمپٹن ویسٹ ، مکرم سعید انور صدیقی صاحب امریکہ ، مکرم عامر سلیم صدیقی صاحب یوکے ، دو بہنیں محترمہ ناصرہ نسیم صاحبہ پیس ویلج ، محترمہ مبارکہ ملک صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم حبیب الرحمٰن صاحب

25؍جون 2024ء کو مکرم حبیب الرحمٰن صاحب مسس ساگا جماعت 73سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

28؍جون 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں بارہ بجے ان کا چہرہ دکھایا گیا۔ دوستوں نے پسماندگان سے تعزیت کی ۔مسجد بیت الحمد میں نماز جمعہ کے بعد مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی ۔ نماز جنازہ کے بعد تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی ۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں کثیر تعداد میں دوستوں اور اعزا و اقارب نے شرکت کی ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ایک عرصہ سے کینیڈا میں مقیم تھے ۔ نیک ، صالح ، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے ۔ جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی ۔ مقامی طور پر سیکرٹری مال، سیکرٹری وصایا اور دار القضاء جماعت احمدیہ کینیڈا کے قاضی بھی رہے ۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ روبینہ حبیب صاحبہ تین بیٹے مکرم عمران حبیب صاحب، مکرم سلمان حبیب صاحب ، مکرم جبران حبیب صاحب مسس ساگا، ایک بیٹی محترمہ عائشہ حبیب صاحبہ ، دو بھائی مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب جرمنی ، مکر مجیب الرحمٰن شفیق صاحب پاکستان یادگار چھوڑے ہیں۔

صوبیدار (ریٹائرڈ) محمد رفیق خان صاحب

26؍جون 2024ء کو محترم محمد رفیق خان صاحب بیت العافیت سیسکاٹون جماعت 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

مسجد بیت الرحمت میں 28؍جون 2024ء کو نماز جمعہ سے پہلے مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا اور نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الرحمت کے Gym میں مکرم سعدحیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی ۔مرحوم کا آخری دیدار کیا اور احباب جماعت نے پس ماندگان سے تعزیت کی۔ اس کے بعد 3 بجے Hillcrest Memorial Gardens Saskatoon قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی اور مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کروائی۔ تدفین کے تمام انتظامات مکرم نصیر محمد خان صاحب نے کروائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے ۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

آپ سادہ، منکسر المزاج اور نیک سیرت انسان تھے۔صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، سچائی، دیانت داری اور صدقہ خیرات آپ کی زندگی کا شعار تھا۔ آپ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرتے تھے۔ چندہ باقاعدگی سے ماہانہ ادا کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر خلافت سے عشق و وفا کا تعلق رکھا۔ آپ انسانیت کے ہمدرد اور بچوں سے پیار کرنے والے مخلص وجود تھے۔آپ 2013ء سے جماعت احمدیہ سیسکاٹون کا فعال حصہ تھے۔ وفات اور تدفین کے وقت ان کے تمام بچے موجود تھے جنہوں نے غمگین دل اور دعاؤں کے ساتھ اپنے والد صاحب کو رخصت کیا۔مرحوم کی فیملی کے دیگر افراد نے سوگوار خاندان کی ڈھارس بندھائی اور اسی طرح افراد جماعت سیسکاٹون نے سوگوار خاندان کی اس غم کی گھڑی میں دلجوئی کی اور غیر معمولی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے جزیل عطا کرے۔(آمین)

پسماندگان میں چار بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد شفیق طاہر صاحب، مکرم میجر (ر) محمد زبیر شاہد صاحب سیسکاٹون۔ مکرم محمد منور عابد صاحب جرمنی۔مکرم محمد وسیم زاہد صاحب لندن یوکے۔ اور ایک بیٹی مکرمہ ڈاکٹر مبشرہ جبین صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ڈاکٹر محمد شفیق طاہر صاحب، مکرم میجر (ر) محمد زبیر شاہد صاحب اور ان کی فیملیز کو مرحوم کی خدمت کی توفیق ملی۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔(آمین)

مکرم کیپٹن ڈاکٹر مومن حسن ملک صاحب

29/جون 2024ء کو مکرم کیپٹن ڈاکٹر مومن حسن ملک صاحب بریمپٹن ویسٹ 84سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

یکم / جولائی 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں سوا آٹھ بجے ان کا چہرہ دکھایا گیا۔ دوستوں نے پسماندگان سے تعزیت کی۔ مسجد بیت الحمد میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کی خدمات کا ذکر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی اوراگلے روز 2 / جولائی دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزاواقارب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور دعاگو بزرگ تھے۔ افواج پاکستان میں بحیثیت میڈیکل ڈاکٹر کیپٹن تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ کینیڈا کے دوران میڈیکل آفیسر کی خدمات بجالاتے رہے۔ اسی طرح جماعت کی مختلف مواقع پر خدمت کرنے کی سعادت پائی۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ انیس ملک صاحبہ دو بیٹے مکرم وقاص ملک صاحب، مکرم فراز ملک صاحب، ایک بیٹی محترمہ ریما ملک صاحبہ بریمپٹن ویسٹ، ایک بھائی مکرم میجر (ر) محمود احمد صاحب یوکے، دو بہنیں محترمہ صادقہ خالد صاحبہ پاکستان اور محترمہ ناصرہ دین صاحبہ ٹرانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم محمد ظفراللہ خاں صاحب

یکم / جولائی 2024ء کو مکرم محمد ظفراللہ خاں صاحب پیس ویلج آف ایسٹ 90سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

3/ جولائی 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں سوا آٹھ بجے ان کا چہرہ دکھایا گیا۔دوستوں نے پسماندگان سے تعزیت کی۔ مسجد بیت الحمد میں مغرب وعشاء نمازیں ادا کرنے کے بعد مرحوم کا ذکر خیر کیا گیا۔ اور مکرم یاسر ناصر صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔ اگلے روز 4/جولائی کو بارہ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ تدفین کے موقع پر بھی قبرستان میں احباب جماعت اور اعزاواقارب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مخلص احمدی تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور دعاگو بزرگ تھے۔قرآن کریم سے بے حد محبت تھی، بڑی باقاعدگی قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ ایک عرصہ سے علیل تھے مگر نہایت صبر وتحمل سے ایام گزارے اور اپنے مولا کی رضا پر راضی رہے۔ اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کی اور ان کے دلوں میں نظام جماعت اور خلافت سے محبت پیدا کی۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں دو بیٹے مکرم فہد ظفر صاحب، فیصل ظفر صاحب پیس ویلج اور تین بھائی مکرم اسداللہ خاں صاحب، مکرم سعیداللہ خاں صاحب جرمنی اور ذکاء اللہ خاں صاحب پیس ویلج یادگار چھوڑے ہیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے جملہ لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

”نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا کی معرفت کاملہ کہلاتی ہے“ (ملفوظات۔جلد2، صفحہ3، ایڈیشن 1988ء)